ضربِ لا اِلٰہ

انور

جلال پوری

ناشر: شاہد بک ڈپو اردو بازار جامع مسجد جلالپور فیض آباد یوپی

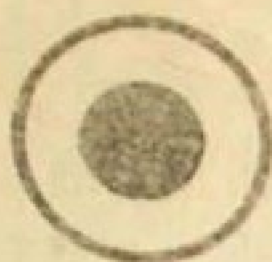
ضرب لا الٰہ

آپؐ سرکارؐ ہیں تخلیقِ دو عالم کا سبب
آپ کو دیکھ کے سیکھا ہے فرشتوں نے ادب



جلالپوری

مطبوعہ: نشاط پریس ٹانڈہ (فیض آباد)



مصنّف ــــــــــــ آنور جلال پوری
مرتّب ــــــــــــ محمد اسلم جلال پوری
سنِ طباعت ــــــــــــ دسمبر ۱۹۸۲ء
کتابت ــــــــــــ محمد حنیف جلالپوری
ہدیہ ــــــــــــ دس روپئے
تعداد ــــــــــــ ۵۰۰

ناشر:
شاہد بک ڈپو اُردو بازار جامع مسجد جلالپور فیض آباد

انتساب

اپنے والدِ بزرگوار قبلہ آغا حافظ محمد حسین ہارون

صاحب مرحوم ——— کے نام

جن کی پاکیزہ اور باعمل زندگی کو دیکھ

کر مجھے شاعرِ مشرق علامہ اقبال

کے مردِ مومن کا تصور سمجھ میں آیا

جنھوں نے ۶ر دسمبر ۱۹۶۶ء کو اس دارِ فانی

سے کوچ کیا ——— انا للہ وانا الیہ راجعون

سوانحی اشارے

نام	انوار احمد
قلمی نام	انور جلال پوری
تعلیم	ایم، اے انگریزی، ایم، اے اردو
تاریخ پیدائش	۸ / مئی ۱۹۴۶ء
مشغلہ	لکچرر شعبہ انگریزی نرنیدر دیو انٹر کالج جلال پور، فیض آباد
نغمہ نگاری کا آغاز	مارچ ۱۹۸۰ء سے

عرضِ حال

آج اپنی زندگی کی پہلی شاعرانہ اور تخلیقی کاوش کو کاغذی پیراہن پہناتے ہوئے مجھے نہ صرف بے پناہ مسرت بلکہ فخر بھی محسوس ہو رہا ہے۔ میری نعتیہ اور ملی شاعری کا مجموعہ عوام کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ کل میری ڈھائی برس کی کاوشوں کا سرمایہ ہے اسی کو میں اپنی متاعِ آخرت بھی سمجھتا ہوں کاش خدا اور رسولِ خدا اسے قبول فرمائیں۔

غزل اور نظم اور دوسری اصناف کی شاعری میں تقریباً بیس برس سے کر رہا ہوں۔ لیکن میری نعتیہ اور ملی شاعری کی عمر کل ڈھائی برس ہے۔ مجھے خود حیرت ہے کہ اتنے قلیل عرصے میں میری مذہبی شاعری کا ذخیرہ میری دوسری شاعری کے مقابلے میں زیادہ بھی ہے بہتر بھی ہے اور گراں بہا بھی ہے ایسا کیوں؟ اس کا میں نے جب نفسیاتی تجزیہ کرنے کی کوشش کی تو سب سے پہلے میں نے اپنے ماضی کے دریچوں سے دور تک دیکھا اور مجھ کو اسکا سرچشمہ مل گیا

ہر عمل کا کوئی ردِ عمل ہر ماضی کا کوئی حال اور ہر منظر کا کوئی پس منظر ضرور ہوتا ہے۔ میرے والد بزرگوار مرحوم فطرتاً مزاجاً اور عادتاً بڑے نیک سیرت اور مذہبی انسان تھے۔ مال و دولت کے دھنی تو نہیں تھے لیکن دل کے غنی ضرور تھے۔ حالات سے امیر تو نہیں لیکن کردار سے رئیس یقیناً تھے۔ چوتھائی صدی سے زیادہ عرصے تک بلا ناغہ ہر دو شنبہ کو حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کی آخری آرام گاہ کچھوچھہ شریف جو جلال پور سے پندرہ (15) کلومیٹر کے فاصلے پر ہے وہاں پیدل جا کر فاتحہ پڑھنا اور بڑے ہی سکونِ قلب کے ساتھ بزرگانِ دین کی سنت پر عمل کرتے ہوئے شام تک پیدل گھر واپس آجانا اُن کے مذہبی کردار کی طہارت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ تمام عمر اپنے گھر کی ڈیوڑھی میں قصبے کے چند ممتاز شرفا رؤسا اور اہلِ علم و دانش کی ایک بزم سجائے رکھنا اور ہر کسی سے اپنی عالی ظرفی اور بلند اخلاق کی داد وصول کرنا ان کے قلندرانہ اور رئیسانہ مزاج کے امتزاج کی سند فراہم کرتا ہے سیرت النبیؐ، سیرت خلفائے راشدین

ہشت بہشت، نزہت البساطین اور کنز الدقائق جیسی اعلیٰ درجے کی علمی اور مذہبی کتابیں ہمیشہ ان کے مطالعے میں رہتی تھیں جنہیں وہ باآواز بلند پڑھا کرتے تھے۔ بچپن سے میرے کان وہی آوازیں سنتے رہے ظاہر ہے لاشعور اس سے یقیناً متاثر ہوتا رہا میرے خیال میں وہی عمل تھا جس کا ردِ عمل میرے نعتیہ اشعار ہیں وہی ماضی تھا جس کا حال میری ملی شاعری ہے وہی پس منظر تھا جس کا منظر میری کتاب ضربِ لاالٰہ ہے ایک دوسرے واقعے نے بھی اس طرف میرے ذہن کو موڑنے میں بڑا نمایاں کردار ادا کیا مارچ ۱۹۸۰ء میں ہمارے قصبے کی قدیم جامع مسجد کی جب از سرِ نو تعمیر شروع ہوئی تو جلالپور کی نعت خواں انجمنوں نے جناب حافظ نور الحسن حافظ اور جناب صمد ایزدی جلالپوری کی ملی شاعری کو اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر مسجد کی تعمیر میں یادگاری مالی تعاون کیا اپنے ان دونوں محترم کرم فرما دستوں کی شاعری کا میں ہمیشہ احسان مند رہوں گا جنھوں نے میرے ذہن کی اس طرف رہنمائی کی جناب فاخر جلالپوری اور جناب عرفان جلالپوری کا بھی میں شکر گزار ہوں کہ بہت پہلے سے ہمارے قصبے میں ان لوگوں نے بھی نعتیہ شاعری کا ماحول بنائے رکھا۔ آجکل شمسی جلالپوری اور واحد صدیقی کی بھی نعتیہ شاعری میرے نزدیک قابلِ قدر ہے اس مجموعے میں مختلف موضوعات پر نظمیں ملیں گی۔ کچھ نظمیں تعمیر جامع مسجد کے سلسلہ میں ہیں جو ایک مخصوص پس منظر میں لکھی گئی ہیں لیکن اس عنوان کے تحت بھی وہیں باتیں کی گئی ہیں جو دینی اور ملی شاعری کا طرۂ امتیاز ہوا کرتی ہے۔

میں اپنے بہت ہی مخلص اور عزیز دوست اسلم جلالپوری کا شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میری کتاب کی ترتیب دینے میں میری مدد کی آخر میں اپنے چند بہت ہی محترم دوست جناب ڈاکٹر قمر الزماں انصاری جناب ظفر حسین مہتوں اور محمد طارق صدیقی عبد الحفیظ صدیقی اور انور حسین اکبر پوری کا شکریہ ادا کرنا اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے میری زندگی کے ہر موڑ پر میری حوصلہ افزائی کی اور مجھے نیک مشوروں سے نوازتے رہے۔

محترم مولوی محمد عباس صاحب کا شکریہ نہ ادا کرنا احسان فراموشی ہوگی اگر ان کی بےپناہ دلچسپی نہ ہوتی شاید یہ کتاب ابھی منظرِ عام پر نہ آسکتی تھی۔

والسلام
انور جلالپوری
۱۷ دسمبر ۱۹۸۷ء



زبانِ ناقص سے کیا بیاں ہو خدائے برتر کمال تیرا
نگاہ و دل میں سما رہا ہے جلال تیرا جمال تیرا
ترے ہی اک لفظ کُن کے صدقے میں بن گئی کائنات ساری
ازل سے یومُ النشور کی شام تک ہے تیرا ہی فیض جاری
حسین ترے عظیم تر ہے یہ رتبہ لازوال تیرا
زبانِ ناقص سے . . . .

حیات تجھ سے ممات تجھ سے حقیقت کائنات تجھ سے
تمام سمتوں کی بات تجھ سے فسانہ شش جہات تجھ سے
حکومتِ غرب و شرق تیری جنوب تیرا شمال تیرا
زبانِ ناقص سے . . . .

جو کام جیسے بھی ہو رہا تھا ہے اب بھی ویسے شروع ہوتا
مقررہ وقت و سمت سے ہی ہے روز سورج طلوع ہوتا
زمانے والوں سے کہہ دے کوئی کہ دیکھ لیں اعتدال تیرا
زبانِ ناقص سے . . . .

پیمبرِ وقت کی بھی نظریں ٹھہر نہ پائیں رخِ حسیں پر
بس اک جھلک ہی کے بعد بیہوش ہو کے موسیٰ گرے زمیں پر

کہاں کسی میں ہے تاب دیکھے جو جلوۂ ذوالجلال تیرا
زبانِ ناقص سے . . . .
نوازشِ صبح و شام تجھ سے طلسمِ نیل و نہار تجھ سے
ہر عہد کا اعتبار تجھ سے ہے گردشِ روزگار تجھ سے
زمانہ تیرا صدی بھی تیری فسانۂ ماہ و سال تیرا
زبانِ ناقص سے . . . .
مری تو اپنی رضا نہیں کچھ، ہے تو ہی میری رضا کا مالک
ہر ابتدا انتہا کا مالک ہے تو ہی روزِ جزا کا مالک
بروزِ محشر ہو کاش بہتر جواب میرا سوال تیرا
زبانِ ناقص سے . . . .
ترا ہی ذکر بلند کرنا جہاں میں شاعر کی آبرو ہے
یہی تو انور کی ہے تمنا یہی تو انور کی آرزو ہے!!
تو اس سے پہلے ہی موت دیدے نہ دل میں ہو جب خیال تیرا
زبانِ ناقص سے . . . .

[illegible]

نہ یہ دن نہ یہ رات باقی رہے گی
بس اللہ کی ذات باقی رہے گی

نہ گردش میں صدیوں زمانہ رہے گا
سدا تو کسی کا نہ سکّہ چلے گا
ہمیشہ نہ غم کا جنازہ اُٹھے گا
نہ خوشیوں کی بارات باقی رہے گی
بس اللہ کی ذات . . . . .

جہاں زخم ہے درد ہو کر رہے گا
رخِ زندگی زرد ہو کر رہے گا
لہو گرم ہے سرد ہو کر رہے گا
نہ گرمیٔ جذبات باقی رہے گی
بس اللہ کی ذات . . . .

یہ دنیا کا میلہ تو ہے چار دن کا
یہ دولت کا ریلا تو ہے چار دن کا
یہ سارا جھمیلا تو ہے چار دن کا
نہ گرمی نہ برسات باقی رہے گی!
بس اللہ کی ذات . . . .

اڑے گی فلک کی جو چادر تنی ہے
پھٹے گی زمیں جس کا دل آہنی ہے
نہ رہ پائے گی جو بھی محفل سجی ہے
نہ بزمِ خیالات باقی رہے گی
بس اللہ کی ذات . . . .

فلک پر جو اڑتے تھے زیرِ زمیں ہیں
اِسی خاک میں دفن کتنے حسیں ہیں
جو کل شاہ تھے آج وہ بھی نہیں ہیں
کسی کی نہ اوقات باقی رہے گی
بس اللہ کی ذات . . . .

جو پیدا ہوئے ہیں تو مرنا پڑے گا
نکیرین سے ربط رکھنا پڑے گا
قیامت سے جس دن گذرنا پڑیگا!
عمل ہی کی سوغات باقی رہے گی
بس اللہ کی ذات . . . .

بدن پر تو مٹی کے اترا رہا ہے
تو انوارِ خود اپنے کو بہکا رہا ہے
جو آیا تھا کل دیکھ وہ جا رہا ہے
یہاں کیا کوئی بات باقی رہے گی
بس اللہ کی ذات باقی رہے گی



مرے خدا مجھے کردار کی بڑائی دے
مری حیات کے دامن کو پارسائی دے

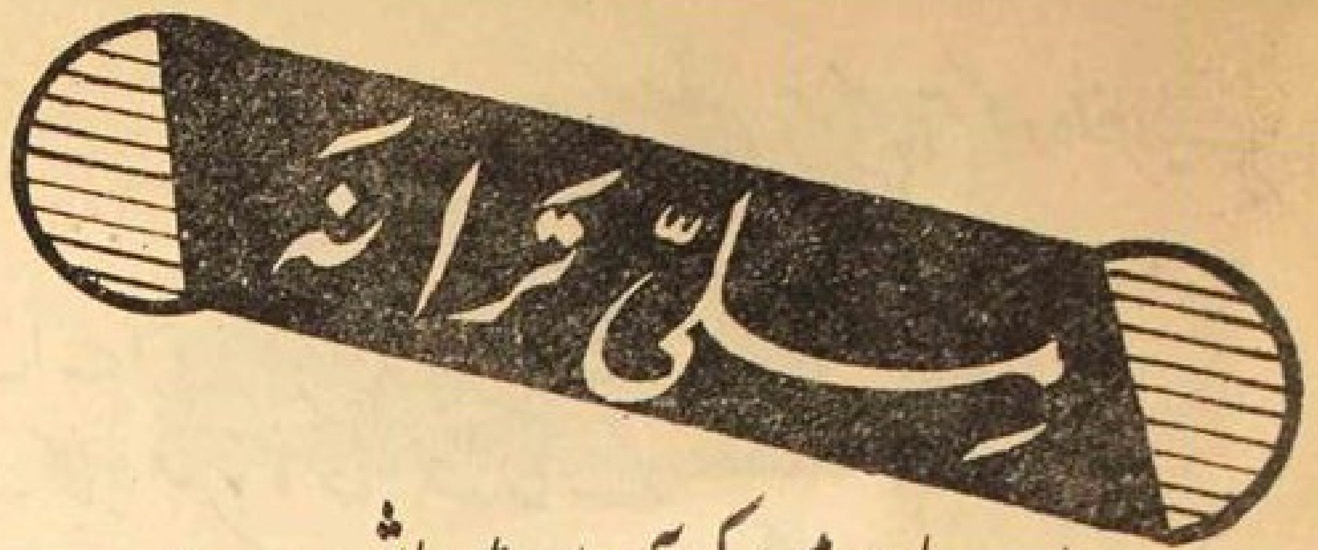
کروں تو تذکرۂ انبیا کروں ہر دم
پڑھوں تو صرف کلام خدا پڑھوں ہر دم
لکھوں تو تیری ہی حمد و ثنا لکھوں ہر دم
قلم کو علم دے پاکیزہ روشنائی دے
مرے خدا ....

عمل کی عزم کی توفیق چاہیے یارب
نبیؐ سے عشق کی تصدیق چاہیے یارب
مجھے بھی جذبۂ صدیقؓ چاہیے یارب
نظر کو ظرف مرے قلب کو صفائی دے
مرے خدا ....

پڑوسیوں سے محبت میں عمر بھر رکھوں
اگر ہو سامنا ظالم کا بھی تو سچ بولوں
ترے سوا میں کسی کے بھی سامنے نہ جھکوں
سر نیاز کا وہ مرتبہ دکھائی دے
مرے خدا ....

نہ میری ذات سے ہو مفلسوں کا استحصال
مجھے امیر نہ کر لوگ ہیں اگر کنگال
خدائے پاک ہر اک شخص کو بنا خوشحال

حلال رزق دے جائز مجھے کمائی دے
مرے خدا مجھے کردار کی بڑائی دے



یارب دلِ مومن کی آہوں میں اثر دیدے
بازوئے مسلماں کو جبریلؑ کے پر دیدے
اسلاف کی جرأت کا ہو رگ میں لہو جاری
مرنے کے لئے ہم بھی کرنے لگیں تیاری
اس جامِ شہادت کے پینے کا ہنر دیدے
یارب . . . .

ہر سمت زمانے کو گھیرا ہے سیاہی نے
مایوس بنایا ہے دنیا کو تباہی نے
تاریکیٔ عالم کے آنگن کو سحر دیدے
یارب . . . .

صدیقؓ کی عظمت کے پرچم ہوں مکانوں پر
فاروقؓ کی مدحت کے نغمے ہوں زبانوں پر
عثمانؓ کا دل دیدے حیدرؓ کا جگر دیدے
یارب . . . .

اعلانِ نبوت سے حیدرؓ کی خلافت تک
حمزہؓ کی شہادت سے اصغرؓ کی شہادت تک

سب دیکھ سکیں، ہم بھی، ہم کو وہ نظر دیدے

یارب . . . .

ہم لوگ اسے اپنی معراج سمجھیں گے
ہم اپنی کلاہِ سر کو تاج سمجھیں گے
سرکارؐ کے روضے کی دربانیٔ در دیدے

یارب . . . .

اصحاب کے پاکیزہ کردار کے صدقے میں
کربل کے شہیدوں کے ایثار کے صدقے میں
افواج پہ باطل کی پھر فتح و ظفر دیدے

یارب . . . .

چہرے بھی ہیں پژمردہ کردار ہیں مرجھائے
اسلام کے گلشن کے اشجار ہیں مرجھائے
ان سوکھے درختوں کو بھی برگ و ثمر دیدے

یارب . . . .

سرکارؐ کے روضے کا جلوہ ہے نگاہوں میں
مکہ ہے نگاہوں میں کعبہ ہے نگاہوں میں
اِس بار تو انورؔ کو بھی عزمِ سفر دیدے
یارب دلِ مومن کی آہوں میں اثر دیدے

نعتِ شریف

آپ سرکارؐ ہیں تخلیقِ دو عالم کا سبب
آپکو دیکھ کے سیکھا ہے فرشتوں نے ادب

آپکی چادرِ رحمت سبھی انسانوں پر
آپ کا دستِ شفا سارے شفاخانوں پر
بارشِ ابرِ کرم شہروں میں ویرانوں پر
بن گیا رشکِ چمن زار بیابانِ عرب
آپ سرکارؐ . . . .

آپ کے نام سے لرزہ ہے صنم خانوں میں
شرک و بدعات کے محلوں میں شبستانوں میں
آپ کا علم کتابوں میں کتب خانوں میں
آپ پر جاں مری قربان مرے اُمیّ لقب
آپ سرکارؐ . . . .

شہرِ طیبہ کی فضا عرش کے عالم کی طرح
خس و خاشاک نظر آتے ہیں ریشم کی طرح
سادہ پانی بھی پئیں تو لگے زمزم کی طرح
پیاس کچھ اور بڑھے اور بڑھے اپنی طلب
آپ سرکارؐ . . . .

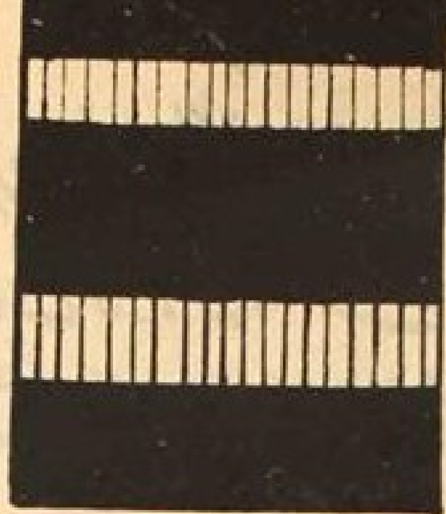
آپ کے فیض سے کوئی ہے صداقت کا امیں
کتنی تابندہ ہے کرسئ عدالت کی جبیں
رشکِ فردوس بنی پاؤں کے نیچے کی زمیں
آپ کے ذکر سے روشن مری تاریکئ شب
آپ سرکار . . . .

چشمِ رحمت سے ہوئے حضرتِ عثمان غنیؓ
مرتضےٰؑ بن گئے شمشیر برہنہ کے دھنی
کتنے مجبوروں کی بگڑی ہوئی تقدیر بنی
آپ کا سارا عمل حکمِ خدا مرضئ رب
آپ سرکارؐ . . . .

بکریاں تھے جو چراتے انھیں عزت بخشی
اونٹ کے پالنے والوں کو حکومت بخشی
کاروانِ رہِ عالم کی قیادت بخشی
رنگ اور نسل مٹی مٹ گئے سب نام و نسب
آپ سرکارؐ . . . .

فاقہ مستی کے عوض وقت کے سلطان ہوئے
آپ کے در کے گدا فاتحِ ایران ہوئے
آپ کے حجرے میں جبریلؑ بھی مہمان ہوئے
آپ انورؔ کو بھی سرکارؐ بلا لیجئے اب
آپ سرکار ہیں تخلیقِ دو عالم کا سبب

نعتِ شریف



کلمۂ اوّل میں پنہاں آپ ہی کی شان ہے
آپ کی ذاتِ مبارک عرش پر مہمان ہے
آپ کی عظمت کا شاہد سورۂ رحمٰن ہے
اِس جہاں سے اُس جہاں تک آپکا فیضان ہے
دو نوں عالم پر محمدؐ کا بہت احسان ہے

آجکل دنیا میں جو ہیجان ہے بحران ہے
ہر بشر کی زندگی کے گرد اک طوفان ہے
باخبر شیطان ہے اور نیند میں انسان ہے
اِن مسائل کا جہاں میں حل فقط قرآن ہے
دونوں عالم پر محمدؐ کا بہت احسان ہے

عرشِ اعظم ان کی خاطر بحر و بر اُن کے لیئے
وسعتِ کون و مکاں شمس و قمر اُن کے لیئے
اِس جہاں سے اُس جہاںتک کا سفر اُنکے لیئے
جو ہیں کلمہ گو نبیؐ کے اُن کا یہ ایمان ہے
دو نوں عالم . . . .

آپکا نورِ مبارک وجہِ خلقِ دو جہاں

وجہِ تخلیقِ جہاں

آپ کے جلوؤں سے دنیا کی مٹیں تاریکیاں
پرچمِ باطل کی اڑنے لگ گئیں سب دھجیاں!
آدمیّت آپ کے دم سے عظیم الشّان ہے
دونوں عالم . . . .

حضرتِ صدیقؓ افضل تر ہیں بعد از انبیا
آپ نے فاروقِ اعظمؓ کے لئے کی تھی دعا
حیدرِ کرارؓ سے ہے خاندانی سلسلہ!
جامعُ القرآن ذاتِ حضرتِ عثمانؓ ہے
دونوں عالم . . . .

سوزِ ایمانی سے جل جاتی ہیں اکثر بجلیاں
نعرۂ اللہ اکبر سے ہیں تھمتی آندھیاں
جا کے ساحل پر جلا دیتے ہیں اکثر کشتیاں!
عاشقانِ مصطفےؐ کی بس یہی پہچان ہے
دونوں عالم . . . .

چوم لوں بڑھ کر جو پتھر ہو نظر کے سامنے
سنگ ریزہ مثلِ گوہر ہو نظر کے سامنے
روضۂ اقدس کا منظر ہو نظر کے سامنے
میرے آقا بس یہی انورؔ کا اب ارمان ہے
دونوں عالم پر محمدؐ کا بہت احسان ہے

نعت شریف

جنّت کی بہاروں کا منظر ہے مدینے میں
ذرّہ بھی ستاروں سے بہتر ہے مدینے میں

تہذیب ہے مینے کا منظر ہے مدینے میں
ساقیِ لب حوضِ کوثر ہے مدینے میں × خود ساقیِ تسنیم و کوثر ہے مدینے میں
بادہ ہے مدینے میں ساغر ہے مدینے میں
میخانۂ وحدت تو گھر گھر ہے مدینے میں
ذرّہ بھی . . . .

کیا اُن کی فضیلت ہے کیا اُن کے مقدّر ہیں
بازوئے نبیؐ دونوں ہم خوابِ پیمبرؐ ہیں
صدیقؓ وہیں پر ہیں فاروقؓ وہیں پر ہیں!
اللہ کی قدرت کا منظر ہے مدینے میں
ذرّہ بھی . . . .

سجدوں کا نشاں سب کے ماتھے پہ دمکتا ہے
گلشن ہی نہیں یارو صحرا بھی مہکتا ہے
اس شہر میں شیشہ کیا پتھر بھی چمکتا ہے
آئینۂ فطرت کا جوہر ہے مدینے میں
ذرّہ بھی . . . .

اِس ایک حقیقت پر نادم ہے فسانہ بھی
رکھتا ہے ادب قائم چوکھٹ پہ دِوانہ بھی
جُھکتے ہیں جہاں جا کر شاہانِ زمانہ بھی
اللہ کے پیارے کا وہ دَر ہے مدینے میں
ذرّہ بھی ....

بطحا جسے کہتے ہیں اِنصاف کی بستی ہے
ہر شخص کی آنکھوں میں کردار کی مستی ہے
بارانِ ہدایت تو دن رات برستی ہے
رحمت کی ہر اک سر پر چادر ہے مدینے میں
ذرّہ بھی ....

عیسیٰ کی مسیحائی جس ذات پہ نازاں ہے
یعقوبؑ کی بینائی جس شخص کا احساں ہے
اللہ کی دعوت میں جو عرش پہ مہماں ہے
وہ فخرِ رسولاں وہ رہبر ہے مدینے میں
ذرّہ بھی ....

جو رحمتِ عالم ہے جو نازشِ آدم ہے
جو باعثِ تشکیل و تخلیقِ دو عالم ہے
شعلے کی حقیقت بھی جس کے لئے شبنم ہے
وہ نورِ الٰہی کا پیکر ہے مدینے میں
ذرّہ بھی ستاروں سے بہتر ہے مدینے میں

نعتِ شریف

دوستو ذکرِ شاہِ مدینہ کرو!
زندگی اک نہ اک دن سنور جائے گی!

عشق مومن کے دل کی عبادت بھی ہے
عشق برکت بھی ہے عشق رحمت بھی ہے
عشق ہی روح و دل کی طہارت بھی ہے
عشق سے زندگانی میں راحت بھی ہے
عشقِ سرکارِ بطحا میں رویا کرو
زندگی اک نہ اک دن سنور جائے گی

نیک بننے کی خواہش بڑی چیز ہے
نیک بننے کا جذبہ بڑی بات ہے
نیکیاں زندگی کی ضرورت بھی ہیں!
نیکیوں کا ارادہ بڑی بات ہے
نیکیاں کر کے دریا میں ڈالا کرو
زندگی اک نہ اک دن سنور جائے گی

ربِ عالم تو سنتا ہے سب کی صدا
ربِ عالم سے کچھ بھی نہیں ہے چھپا

رَبِّ عالم سے جس نے بھی کی التجا
اُس کو خواہش سے زاید ہمیشہ مِلا
ربِّ عالم کو دل سے پکارا کرو
زندگی اک نہ اک دن سنور جائے گی

سر بلندی سے اِنساں کی ہے آبرو
سر بلندی ہی مومن کا کردار ہے
سامنے غیر کے سر جھکایا اگر
تو سمجھ لیجئے زندگی خوار ہے!!
سر خدا ہی کے آگے جھکایا کرو
زندگی اک نہ اک دن سنور جائے گی

صبح دم روز عبادت ضروری تو ہے ✗ صبح جب ہو عبادت ضروری ہے
بعد میں پھر تلاوت ضروری تو ہے
نیک کاموں سے اُلفت ضروری تو ہے
دل میں قرآں کی حُرمت ضروری تو ہے
کاش! مفہوم قرآں بھی سمجھا کرو
زندگی اک نہ اک دن سنور جائے گی

اپنے چھوٹوں سے شفقت بھی اخلاق ہے
اور بزرگوں کی خدمت بھی اخلاق ہے
بیکسوں کی حمایت بھی اخلاق ہے
مفلسوں کی اعانت بھی اخلاق ہے

دوسروں کے بھی دُکھ درد بانٹا کرو
زندگی اک نہ اک دن سنور جائے گی

شاعری وجہِ تعظیم ہو جائے گی
شاعری وجہِ تکریم ہو جائے گی
اس سے لوگوں کی تعلیم ہو جائے گی
زندگانی میں ترمیم ہو جائے گی!
ایسی نظمیں تم انورؔ جو لکھا کرو
زندگی اک نہ اک دن سنور جائے گی



خدا ہوتا رنگ خدائی نہ ہوتا
محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا!!

نہ اِک لفظِ کُن سے یہ دنیا ہی بنتی
نہ زلفِ سماوات ایسی سنورتی
نہ بزمِ فلک شان و شوکت سے سجتی
کوئی فیض قدرت کا جاری نہ ہوتا
محمدؐ نہ ہوتے . . . . .

سمندر سے رحمت کے بادل نہ اُٹھتے
پہاڑوں پہ رفعت کے جھنڈے نہ گڑتے
نہ صحراؤں میں قافلے شب میں چلتے
کوئی ایسے رستوں کا راہی نہ ہوتا
محمدؐ نہ ہوتے . . . . . .

پتنگوں کو اڑنے کی طاقت نہ ملتی
پرندوں کو یہ شکل و صورت نہ ملتی
نہ بھی جانداروں کو عزت نہ ملتی
کوئی اِن بچاروں کا ساتھی نہ ہوتا
محمدؐ نہ ہوتے . . . . .

مناجاتِ آدم بھی بے کار ہوتی
کبھی کشتیٔ نوحؑ کیا پار ہوتی
نہ نمرود کی آگ گلزار ہوتی
کوئی دشمنِ بت پرستی نہ ہوتا
محمدؐ نہ ہوتے . . . . .

نہ زلفیں سنورتیں نہ گیسو بکھرتے
عجب لوگ ہوتے نہ جیتے نہ مرتے
نہ نبیوں کے اوپر صحیفے اترتے
نزولِ کلامِ الٰہی نہ ہوتا
محمدؐ نہ ہوتے . . . . .

فرشتے بھی قدرت کا کیا کام کرتے
نہ تکلیف اٹھاتے نہ آرام کرتے
نہ گمنام ہوتے نہ کچھ نام کرتے
کوئی شوق وجہِ تسلّی نہ ہوتا
محمدؐ نہ ہوتے . . . . .

ستاروں کی محفل بھی ویران ہوتی
بہاروں کی صورت بھی بے جان ہوتی
خموشی ہی دنیا کی مہمان ہوتی
یہ ہنگامۂ موت و شادی نہ ہوتا
محمدؐ نہ ہوتے . . . .

نہ کرتا کوئی بزمِ امکاں کی باتیں
بیاباں کے چرچے گلستاں کی باتیں
نہ ہوتیں کہیں میر و سلطاں کی باتیں
کہیں بھی کوئی تختِ شاہی نہ ہوتا
محمدؐ نہ ہوتے . . . .

چلو آؤ لوگوں کو حیران کردیں
پھر اک بار دنیا پہ احسان کردیں
زمانے میں انورؔ یہ اعلان کردیں
خدا ہوتا رنگِ خدائی نہ ہوتا
محمدؐ نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ ہوتا!



خود ہی خدائے پاک ہے شیدا رسولؐ کا
کیا لکھ سکے گا کوئی سراپا رسولؐ کا!

جب کچھ نہیں تھا صرف خدا ہی کی ذات تھی
اس دن کا تھا وجود نہ موجود رات تھی
جینے کا تذکرہ تھا نہ مرنے کی بات تھی
اس وقت بھی تھا نورِ مجلّیٰ رسولؐ کا

خود ہی . . . .

یہ آسماں یہ چاند یہ تارے انھیں کا فیض
دھرتی کے دل نشین نظارے انھیں کا فیض
تیسوں کلامِ پاک کے پارے انھیں کا فیض
تخلیقِ کائنات ہے صدقہ رسولؐ کا

خود ہی . . . .

اس واقعے میں کوئی کہیں بھی نہیں ہے شک

روزِ ازل سے دیکھ رہا ہے اسے فلک
آدمؑ سے لے کے حضرتِ عیسیٰؑ مسیح تک
نبیوں نے بھی پڑھا ہے قصیدہ رسولؐ کا
خود ہی . . . .

خورشید چرخ دین براہیم بھی وہیں!
مومن کے قلب و روح کی تعلیم بھی وہیں
سمجھو اگر تو کوثر و تسنیم بھی وہیں!
جنت سے بھی حسیں ہے مدینہ رسولؐ کا
خود ہی . . . .

وہ یارِ غارِ ثور وہ صدیقؓ کامراں
جس کو نبیؐ نے اپنا بنایا تھا رازداں
کیسے کروں میں اس کے کمالات کا بیاں
ہجرت میں جس نے ساتھ نبھایا رسولؐ کا
خود ہی . . . .

حضرت عمرؓ کی دیکھئے تقدیر یوں بنی
نکلے تھے قتل کرنے کی نیت سے جس گھڑی
تلوار چھوٹ کے ہاتھوں سے قدموں میں گر پڑی
دیکھا انھوں نے جب رخِ زیبا رسولؐ کا
خود ہی . . . .

آتی ہے جب یہ بات ہمارے خیال میں

ملتا نہیں ہے واقعہ کوئی مثال میں
کیا معجزہ ہوا ہے کہ تیئس برس سال میں
عرب و عجم نے پڑھ لیا کلمہ رسولؐ کا
خود ہی . . . .

ایسی مثال دے نہ سکے گی یہ کائنات!
جاں دی دیا نہ دستِ یزیدی میں اپنا ہاتھ
خود بھی ہوا شہید بہتّر کے ساتھ ساتھ
کتنا عظیم تھا وہ نواسہ رسولؐ کا!
خود ہی . . . .

پل بھر میں جیسے وہ بھی کوئی معجزہ ہوا
حیرت سے آسماں اسے دیکھتا رہا
سارا غرور قلعۂ خیبر کا مٹ گیا!
جب مرتضےٰؓ کو مل گیا جھنڈا رسولؐ کا
خود ہی . . . .

اب تو خدا سے ہے یہی ہر وقت عاجزی
دل سے نکل رہی ہے ہمیشہ دعا یہی
نکلے ہمارے جسم سے یہ روح جس گھڑی
انور ہمارے لب پہ ہو کلمہ رسولؐ کا
خود ہی خدائے پاک ہے شیدا رسولؐ کا

فریاد

یا نبیؐ آپ مرے دل کی کہانی سن لیں
میری رودادِ الم میری زبانی سن لیں

ماسوا آپ کے اب کوئی سہارا ہی نہیں
زندگی چین سے گذرے کوئی چارہ ہی نہیں
سر کہیں اور جھکاؤں یہ گوارہ ہی نہیں
ساری دنیا ہے مری دشمنِ جانی سن لیں
یا نبیؐ آپ . . . .

آپ محبوبِ خدا باعثِ تخلیق جہاں
آپ کے نور سے معمور ہے بزمِ امکاں
آپ کے ذکر سے پاکیزہ فرشتوں کی زباں
دونوں عالم میں نہیں آپکا ثانی سن لیں
یا نبیؐ آپ . . . .

آپ جب آئے تو باطل کے گھروندے ٹوٹے
تین سو ساٹھ ۳۶۰ خداؤں کے مقدر پھوٹے
اور محکوموں سے دامانِ غلامی چھوٹے
حاکموں نے بھی بھرا آپ کا پانی سن لیں
یا نبیؐ آپ . . . .

آپ جس وقت بھی مکے سے مدینے کو چلے
ظلم کے جتنے بھی سورج تھے اسی وقت ڈھلے
شرک اب حشر کے دن تک کفِ افسوس ملے
جن کو دعویٰ تھا بقا کا ہوئے فانی سن لیں
یا نبیؐ آپ . . . .

آپ جب شہر سے نکلے تھے مہاجر بن کر
ساتھ میں صرف تھے ابو بکرؓ مددگارِ سفر
مرتضےٰؓ سوئے رہے آپ کے بستر پہ مگر
ان کے مدحوں کی اب شعلہ بیانی سن لیں
یا نبیؐ آپ . . . .

کبھی صحراؤں میں تھے جس کے ترانے گونجے
اور بر قبیلے علاقوں میں فسانے گونجے
جس کی آواز سے توپوں کے دہانے گونجے
آپ اسی قوم کی اب مرثیہ خوانی سن لیں
یا نبیؐ آپ . . . .

میرے سرکارؐ مجھے کوئی بھی تحفہ مل جائے
مجھ کو جینے کے لئے کوئی بہانہ مل جائے
آپ کے در کی مجھے خاک کا ذرہ ملجائے
میں اسے آپ کی سمجھوں گا نشانی سن لیں
یا نبیؐ آپ . . . .

میرے آقا میری باتوں میں اثر کر دیجئے
میری تاریک شب غم کی سحر کر دیجئے
اپنے انور پہ بھی بس ایک نظر کر دیجئے

اسکے ہونٹوں پہ یہی رٹ ہے پرانی سن لیں
یا نبی آپ مرے دل کی کہانی سن لیں

قُل اللہُ ھُوَ اَحَد

ہر مسلماں کا عقیدہ قُل ھو اللہُ اَحد
قلبِ مومن کا وظیفہ قُل ھو اللہُ اَحد

شوکتِ اسلام دیکھو جنگلوں صحراؤں میں
پربتوں پر ساگروں میں خشکیوں دریاؤں میں
شہر کی دلکش فضائیں بستیوں میں گاؤں میں
ہر جگہ بس ایک نعرہ قُل ھو اللہُ اَحد
ہر مسلماں کا عقیدہ . . . .

پُرخطر تھیں جو بلائیں خود پریشاں ہو گئیں!
خوف و دہشت کی فضائیں نور افشاں ہو گئیں
مشکلیں جتنی تھیں اک پل میں سب آساں ہو گئیں
منہ سے جب مومن کے نکلا قُل ھو اللہُ اَحد
ہر مسلماں کا عقیدہ . . . .

یہ دعائے خاص بھی ہے سورۂ قرآن میں

بھاگتا ہے سن کے اس کے وِرد کو شیطان بھی
اس کے پڑھنے سے ہے ٹلتا پُرخطر طوفان بھی
ڈوبتے کا ہے سہارا قُل ہُو اللّٰہ احد
ہر مسلماں کا عقیدہ . . . . . .

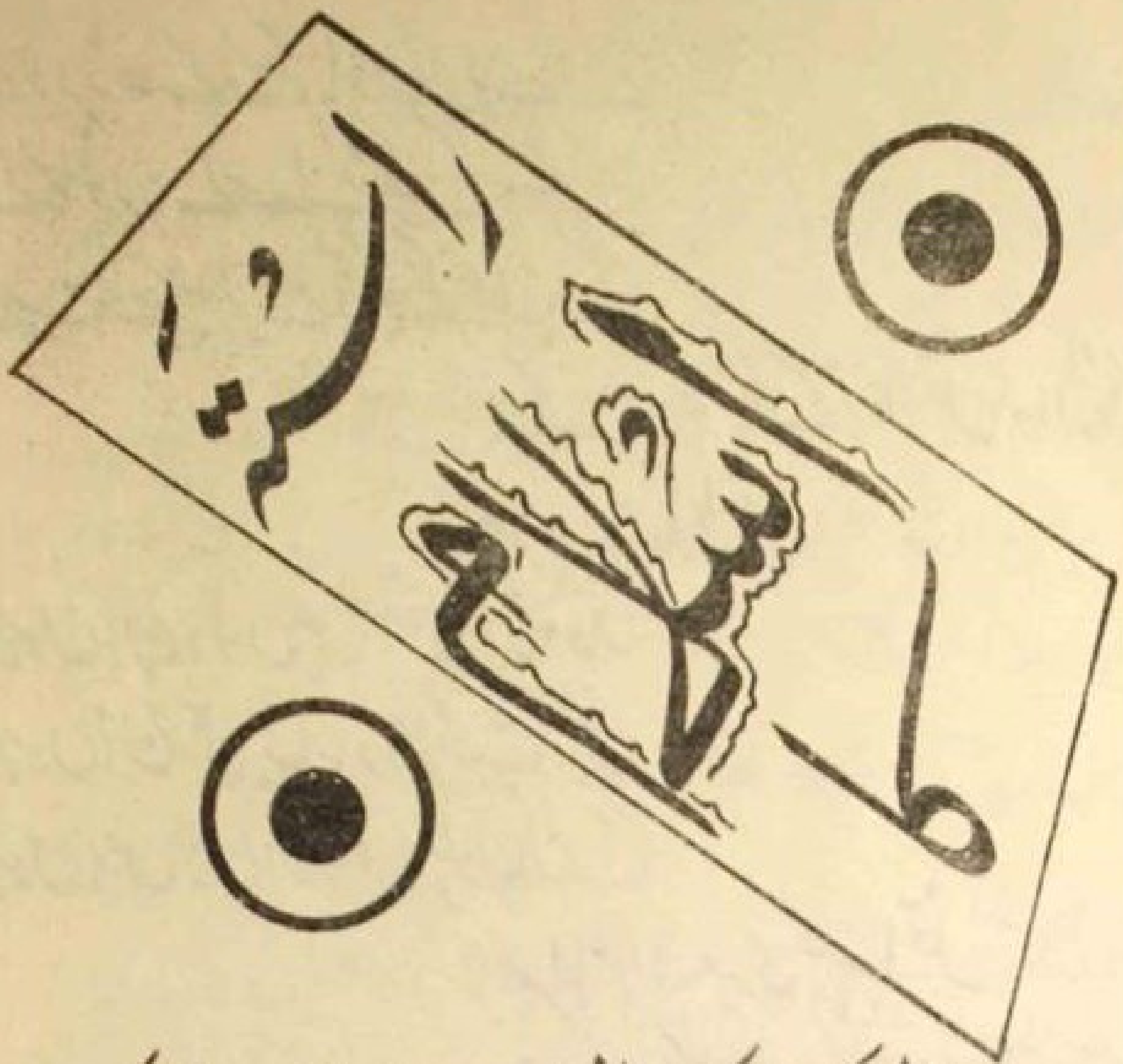
خانۂ حق جس گھڑی تعمیر ہونے کو ہوا
ایک بندہ تھا لقب جس کا خلیلِ کبریا
پہلا پتھر نیو میں یہ کہہ کے اس نے رکھ دیا
مقصدِ بنیادِ کعبہ قُل ہُو اللّٰہ احد
ہر مسلماں کا عقیدہ . . . . . .

اِس سے قائم ہے ابوبکرؓ و عمرؓ کا مرتبہ
تھے غنیؓ اِس کی بدولت چشمۂ جود و سخا
مرتضیٰؓ صدقے میں اِس کے بن گئے شیرِ خدا
قوتِ قلبِ صحابہؓ قُل ہُو اللّٰہ احد
ہر مسلماں کا عقیدہ . . . . . .

جنگ میں رکھا ہے اس نے ہر مجاہد کا بھرم
دستِ طلحہؓ میں یہ پرچم دستِ حمزہؓ میں علم
برکتوں نے اس کی کتنوں کو بنایا محترم
اعتبارِ فتحِ مکہ قُل ہُو اللّٰہ احد
ہر مسلماں کا عقیدہ . . . . . .

فتح نے خود بڑھ کے اسکے پاؤں کو بوسے دئے
اس کے کانوں نے صدائے غیب کے نغمے سنے
اس کی ہیبت سے پھریرے دشمنوں کے جھک گئے
جنگ میں جو پڑھ کے نکلا قُل ھُوَ اللہُ اَحَد
ہر مسلماں کا عقیدہ . . . . .

دیکھتا ہوں اِن دنوں میں مستقل اک روشنی
پی رہا ہوں آج کل مَیں بادۂ حُبِّ نبیؐ
پا رہا ہوں اس میں انورؔ میں سکونِ زندگی
میرا جام اور میری صہبا قُل ھُوَ اللہُ اَحَد
ہر مسلماں کا عقیدہ قُل ھُوَ اللہُ اَحَد!



حشر کے دن تک محافظ ہے خدا اِسلام کا
دوستو اپنا کے دیکھو راستہ اِسلام کا

اِس کا مقصد امن ہے مفہوم اِسکا پیار ہے
حق و باطل کا قیامت تک یہی معیار ہے
اِسکے سائے میں جو آئے اس کا بیڑا پار ہے

ہے حبیبِ کبریا خود رہنما اِسلام کا
حشر کے دن . . . .

اس کی پیرو آدم و جن و ملک کی بستیاں
وہ ستارے جن پہ ہیں ذی روح کی آبادیاں
برکتوں سے اِس کی با عزت بنی ہیں پستیاں

ہے زمیں سے آسماں تک سلسلہ اِسلام کا
حشر کے دن . . . . .

اِک بشر جو آج سے چودہ صدی پہلے اُٹھا
اُس عرب سے جس کے سر پر کفر تھا چھایا ہوا
اور بس تیئیس برسوں میں نہ جانے کیا کیا

مشرق و مغرب نے کلمہ پڑھ لیا اسلام کا
حشر کے دن . . . .

جو نبیؐ کے دوست تھے وہ صاحب کردار تھے
حق کی خاطر جان دینے کو سدا تیار تھے
بعد اُن کے جانشیں تھے جو وہ چاروں یار تھے
چہرۂ جمہوریت ہے آئینہ اِسلام کا
حشر کے دن . . . .

حضرت صدیقؓ تھے کردار کا کوہِ گراں!
مُرتدوں کا انکے دم سے مِٹ گیا نام و نشاں!
پرچمِ باطل کی اُڑنے لگ گئیں سب دھجیاں
شخصیت بُوبکرؓ کی تھی حوصلہ اِسلام کا
حشر کے دن . . . .

واقعی تھے جو نبیؐ کی آرزؤں کا ثمر
یعنی وہ فاروقِ اعظمؓ یعنی وہ حضرت عُمرؓ
خوف سے جن کے جہانِ کفر تھا زیر و زبر
جن کی آمد بن گئی اک واقعہ اِسلام کا
حشر کے دن . . . .

دینِ حق کے مخلص و محسن تھے عثمانِ غنیؓ
گھر لٹا دینے پہ بھی کہتے تھے جن کو سب دھنی
جن کی قسمت مال و زر قربان کرنے پر بنی
جن کے خوں سے اور کچھ گلشن کھلا اسلام کا
حشر کے دن . . . .

اس لیے تاریخ میں ہے کربلا کا واقعہ
تھا اسی باعث نبیؐ کے لاڈلے نے سر دیا
یاد اُس کو کرلے امت وقت جب آئے بُرا
کربلا تو حشر تک ہے حوصلہ اسلام کا
حشر کے دن . . . .

تیری باتیں سن کے انورؔ دل کو ہوتا ہے یقیں
تیری نظروں میں ہو جیسے شہرِ طیبہ کی زمیں
اور ترے دل میں سوائے عشقِ احمدؐ کچھ نہیں
تیری نغموں میں چھپا ہے آئینہ اسلام کا
حشر کے دن تک محافظ ہے خدا اسلام کا

نالۂ دل

خداوندا مرے مجبور دل کی داستاں سن لے
مرے نالے مری آہیں مرے لب کی فغاں سن لے

میں اس امت میں ہوں جس پر تری رحمت کا سایہ ہے
ترے محبوب نے جس کے لئے آنسو بہایا ہے
مگر اب میری آنکھوں سے بھی ہیں آنسو رواں سن لے
خداوند مرے . . . .

عرب ہو یا عجم ہو ہر جگہ ذلت ہے خواری ہے
ترے محبوب کی امت پہ ہر سو ظلم جاری ہے
بہاریں جس پہ صدقے تھیں ہے اب اسیر خزاں سن لے
خداوندا مرے . . . .

فلسطیں ہو کہ ہو ایران ہر سو جنگ کا منظر
وہ مصری ہوں کہ ہوں افغان ہر سو جنگ کا منظر

ترا اسلام تو ہے نغمۂ امن و اماں سن لے

خداوندا مرے . . . .

کبھی ہم زلزلوں کے سر پہ چڑھ کر مسکراتے تھے
سمندر کے جگر کو چیر کر رستہ بناتے تھے

مگر آتش فشاں پر اب ہیں اپنی بستیاں سن لے

خداوندا مرے . . . .

ہم اُس ماحول میں ہیں کھُل کے جب کچھ کہہ نہیں سکتے
مسلسل ظلم بھی خاموش رہ کر سہہ نہیں سکتے

زبانِ بے صدا سے کاش یہ مجبوریاں سن لے

خداوندا مرے . . . .

وہی ہم ہیں سفر کرتے رہے جو آسمانوں میں
مگر محدود اب ہم ہو گئے اپنے مکانوں میں

سحر تا شام اب سِلتے ہیں اپنی دھجیاں سن لے
خداوندا مرے مجبور دل کی داستاں سن لے

الٰہِ ادارِ مؤمن

عرشِ اعظم پر بھی لکھی بس یہی تحریر ہے
تو مسلماں بن یہ دنیا تیری ہی جاگیر ہے
اُن بزرگوں سے سبق لے جو نبیؐ کے یار تھے
جان بھی دینے کی خاطر جو سدا تیار تھے
ہے جہاں بھی قصرِ ایماں ان کی ہی تعمیر ہے
عرشِ اعظم . . . .
اس کے بَل پر تو زمیں کیا آسماں کو جیت لے
اِس جہاں کو فتح کر اور اُس جہانکو جیت لے
لا اِلٰہ کی تیرے ہاتھوں میں جو شمشیر ہے
عرشِ اعظم . . . .
وقت سے آگے ہے تو اور وقت پیچھے ہے ترے
تجھ سے قائم ہیں زمیں سے آسماں کے سلسلے
چاند پر جانا تو تیرے خواب کی تعبیر ہے
عرشِ اعظم . . . .
بعدِ آقا حضرتِ صدیقؓ تیرے پیشوا!
اُن سے بہتر مل نہیں پایا جہاں کو رہنما

اُن کے دم سے چہرۂ اسلام پُر تنویر ہے

عرشِ اعظم . . . .

آپ نے بخشا جسے فاروقِ اعظمؓ کا لقب
شخصیت ٹھہری اسی کی فتحِ ایراں کا سبب
عالمی تاریخ میں اس کی بڑی توقیر ہے

عرشِ اعظم . . . .

حضرتِ عثماں غنیؓ کے سرخیٔ خوں کی قسم
اور اونچا ہو گیا دستِ مجاہد کا علم
پرچمِ حق آج بھی دیکھو تو عالمگیر ہے

عرشِ اعظم . . . .

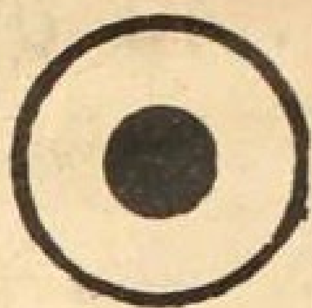
فاتحِ خیبر کا قصہ کیا کرے کوئی بیاں!
کارناموں کی ہے ان کے مستقل اک داستاں!
ان کی ہر اک ضرب روحِ نعرۂ تکبیر ہے

عرشِ اعظم . . . .

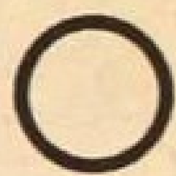
کربلا ایثارِ مومن کی مثالِ معتبر
کٹ گیا لیکن نہ جھک پایا مسلمانوں کا سر
فلسفہ قرآن ہے اور کربلا تفسیر ہے

عرشِ اعظم . . . .

تو اگر مومن ہے تو سارا جہاں تیرا ہے گھر
تو بنا جس روز انورؔ بے نیازِ بحر و بر
سارا عالم تیرا شملہ ہے ترا کشمیر ہے
عرشِ اعظم پر بھی لکھی بس یہی تحریر ہے



نعت شریف



نبیؐ کے در کی ایسی شان دیکھو
فرشتے ہیں جہاں دربان دیکھو
چٹائی بوریئے مخمل سے بہتر
نہیں جچتا نہیں تخت سکندر
ں بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ
نصیب بوذرؓ و سلمانؓ دیکھو
نبیؐ کے در . . . .

چراغاں ہے زمین و آسماں پر
شبِ معراج کا اللہ رے منظر
محمدؐ مصطفیٰؐ محبوبِ داور
ہوئے ہیں عرش پر مہمان دیکھو
نبیؐ کے در . . . .

ملی دونوں جہاں کی ان کو دولت
خدا کرتا ہے خود جس کی حفاظت
زہے دائی حلیمہ کی یہ قسمت!
لئے ہیں بولتا قرآن دیکھو
نبیؐ کے در . . . .

ملے گی پھر تمھیں اللہ کی نصرت
جو پیدا دل میں ہو ذوقِ شہادت
جہادِ زیست میں پاؤ گے جرأت
اُحد کا بدر کا میدان دیکھو
نبیؐ کے در . . . .

نہ باقی کچھ بھی رکھا گھر کے اندر!
نبیؐ کے حکم پر سب کچھ نچھاور
خدا کی یاد اور عشقِ پیمبر
بنا صدیقؓ کا سامان دیکھو
نبیؐ کے در . . . .

یہ ہے نظارۂ ایمانِ محکم
کہ لہرایا ہے ہر سو دیں کا پرچم
بہ فیضِ حضرتِ فاروقِ اعظمؓ

اذانِ حق ہے باالاعلان دیکھو!
نبیؐ کے در . . . .

ہوا جس وقت رحمت کا اشارا
ملا کشتی کو موجوں میں کنارا
لیا نامِ نبیؐ کا جب سہارا

ٹلا ہے نوحؑ کا طوفان دیکھو
نبیؐ کے در . . . .

یہ دنیا کس لئے ہے محوِ حیرت
کہ ہے فاروقؓ کا دورِ خلافت!
ہوئی پوری پیمبرؐ کی بشارت

عمرؓ ہیں فاتحِ ایران دیکھو
نبیؐ کے در . . . .

زمانہ آج تک اُس کو نہ بھولا
جو ہے صلحِ حدیبیہ کا قصّہ
رسولؐ اللہ لکھ کر پھر نہ کاٹا

مرے حیدرؓ کا یہ ایمان دیکھو
نبیؐ کے در . . . .

خدا شاہد غنیؓ قائم تھے حق پر
لکھا ہے اب بھی دامانِ شفق پر
گرا ہے خون قرآں کے ورق پر

یہ شانِ حضرتِ عثمانؓ دیکھو!
نبیؐ کے در . . . .

لئے آیا ولایت کا خزینہ
معینؒ الدین چشتی کا سفینہ
یہ فیضِ رحمتِ شاہِ مدینہ

ہیں خواجہ ہند کے سلطان دیکھو
نبیؐ کے در . . . .

جمالِ مصطفےٰ اللہ اکبر
یہ ہے آئینۂ فطرت کا جوہر
اِسی آئینے میں ہر وقت انور

صفاتِ سورۂ رحمٰن دیکھو!!
نبی کے در کی ایسی شان دیکھو!



اُسی کعبے کے دم سے رونقِ اسلام باقی ہے
خلیل اللہ کا دنیا میں اب تک نام باقی ہے

جہاں میں صرف کعبہ مرکزِ اقوامِ عالم ہے
ہمیشہ جس کے اوپر رحمتِ باری کا موسم ہے
اُسی گھر سے تو وحدت کا ہر اک پیغام باقی ہے
اُسی کعبے کے . . . .

نمازیں ہم اُسی گھر کی طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں
قدم حجاج کے تیزی سے اس کی سمت بڑھتے ہیں
زہے قسمت خدا کے دین کا انعام باقی ہے
اسی کعبے کے . . . .

عقیدت دیکھئے چاروں طرف ہم گھوم لیتے ہیں
مسلماں ہو کے بھی ہم لوگ پتھر چوم لیتے ہیں
اِسے چومیں گے جب تک گردشِ ایام باقی ہے
اسی کعبے کے . . . .

خدا کا حکم جب جبریلؑ نے آکر سنایا تھا
رسولِؐ پاک نے کعبے ہی کو قبلہ بنایا تھا
× وہی قبلہ ہے گر یہ صبح اور یہ شام باقی ہے
اُسی کعبے کے . . . .

کبھی جب ابرہہ کی فوج نے اس سے بغاوت کی
ابابیلوں نے حکمِ رب سے اُس گھر کی حفاظت کی
مٹیں تہذیبیں لیکن اب بھی اسکا نام باقی ہے
اُسی کعبے کے . . . .

مبارک ہو تمھیں اے حاجیو اُسکی طرف جانا
ہماری سمت سے بھی پیش کرنا دل کا نذرانہ
کہ اس گھر سے خدا کا آخری پیغام باقی ہے
اُسی کعبے کے . . . .

الٰہی اپنے انور کو بھی رحمت کا شرف دیدے
اُسے بھی خانۂ حق کی زیارت کا شرف دیدے
کہ اس کے دل میں بھی یہ حسرتِ ناکام باقی ہے
اُسی کعبے کے دم سے رونقِ اسلام باقی ہے

در پر چلو!

حاجیواب احمدِ مختار کے در پر چلو
چھوڑ کر دنیا شہِ ابرار کے در پر چلو

امن کی بستی وہی ہے پیار کی منزل وہی
علم کا مرکز وہی ہے زُہد کی محفل وہی
ہم گنہگاروں کو رحمت کا خزینہ چاہیئے
اپنی اِن آنکھوں کو دیدارِ مدینہ چاہیئے
غم کے مارو آؤ اب سرکار کے در پر چلو
حاجیواب . . . .

ظلمت و نفرت کی پھیلی ہیں گھٹائیں چار سو
گمرہی کا زہر ہر سو اور بلائیں چار سو
احمدِ مختار کا مہمان بننے کے لئے
آدمی کی ذات کو اِنسان بننے کے لئے
دونوں عالم کے اُسی معمار کے در پر چلو
حاجیواب . . . .

غم سے الجھن ہے بہت الجھن سے گھبراتا ہے دل
سوچ کر اپنی گناہیں خوب پچھتاتا ہے دل
اب نگہ کے سامنے طیبہ کا جلوہ چاہیئے
ہر گھڑی پیشِ نظر وہ سبز روضہ چاہیئے
سارے نبیوں کے اُسی سردار کے در پر چلو

حاجیو اب . . . .

بے یقینی ہر طرف ہے ہر طرف گمراہیاں
محفلوں میں رہ کے بھی لگنے لگیں تنہائیاں
زندگانی کے بھنور کو اب سفینہ چاہیئے
آنکھ کو سُرمہ نہیں خاکِ مدینہ چاہیئے
دوستو غم ہے تو پھر غم خوار کے در پر چلو

حاجیو اب . . . .

زندگی شعلہ ہے اس کو صرف شبنم چاہیئے
پیاس شدت کی ہے ہم کو آبِ زمزم چاہیئے
ہم سمجھتے ہیں کہ بخشش کا سہارا ہے یہی
چوم لیں روضے کی جالی بس تمنّا ہے یہی
نورِ اوّل منبعِ انوار کے در پر چلو!

حاجیو اب . . . .

آنکھ والو دیکھ لو کیا جلوۂ معبود ہے
شارمؔ ہجرت کا مسافر بھی وہیں موجود ہے

حضرتِ فاروقِ اعظم کا بھی بستر ہے وہیں
بعدِ آقا ہم مسلمانوں کا رہبر ہے وہیں

دل میں جذبہ ہے تو یارِ غار کے در پر چلو

حاجیواب . . . .

ہے اگر انوارِ مدینہ دیکھنے کی آرزو
جسم بھی رکھ با وضو اور روح بھی رکھ باوضو
دیکھ کر کعبہ مدینہ دیکھنا ایمان ہے
خاک میں جس شہر کی وہ صاحبِ قرآں ہے

رب کے سب سے اوّلیں شہکار کے در پر چلو
حاجیواب احمدِ مختار کے در پر چلو

مذہبِ امن

امن کا مذہب جہاں میں مذہبِ اسلام ہے
اے مسلماں اٹھ کہ اب دنیا میں تیرا کام ہے

آج کل بیٹھی ہے دنیا ڈھیر پر بارود کے
بڑھ رہے ہیں پھر پجاری دہر میں نمرود کے
اٹھ اور اٹھ کر جوڑ رشتے عبد اور معبود کے
بن کے سورج صبح کر دے اس جہاں میں شام ہے

امن کا مذہب . . . .

اب کوئی ہادی نہ آئے گا ہدایت کے لئے
سرورِ عالم ہیں دنیا کی امامت کے لئے
اب صحیفے بھی نہ اتریں گے شریعت کے لئے
یہ ترا قرآن خدا کا آخری پیغام ہے

امن کا مذہب . . . .

جذبۂ حمزہؓ ہے لازم زندگی کے واسطے
سر کٹانا شرط ہے حفظِ خودی کے واسطے
اپنی دنیا کر فنا دینِ نبیؐ کے واسطے!
جنت الفردوس تیری موت کا انعام ہے

امن کا مذہب . . . .

جرأتِ اسلاف سے پھر کام لینا چاہیئے
ہاتھ میں جہد و عمل کا جام لینا چاہیئے
زیرِ خنجر بھی خدا کا نام لینا چاہیئے!
ٹھوکروں میں اب بھی تیری گردشِ ایام ہے
امن کا مذہب . . . .

تجھ سے قائم آبرو ئے چشمۂ آبِ حیات
تو چراغِ بزمِ عالم تو ہے فخرِ کائنات
چل کے پی میخانۂ حق ہیں کہ ملجائے نجات
تیرے ہاتھوں میں حیاتِ دائمی کا جام ہے
امن کا مذہب . . . .

تو نے مظلوموں کو بخشا انقلابانہ مزاج
تیری کشتی نے لیا بھرے سمندر سے خراج
تیرے ہی قدموں نے روندے قیصر و کسریٰ کے تاج
آج بھی تاریخ کے ہونٹوں پہ تیرا نام ہے!
امن کا مذہب . . . .

مدحتِ اصحابؓ پیغمبر ہے تیری زندگی
شمعِ ایماں کی نہ تیرے دل میں ہو کیوں روشنی
تیرے اِک اِک لفظ میں ہے جذبۂ عشقِ نبیؐ
شاعری ہے تیری انور یا کوئی الہام ہے
امن کا مذہب جہاں میں مذہبِ اسلام ہے

رُتبہ سرکارِ دو عالم ﷺ

اللہ ہی ہے جانتا رتبہ مرے سرکارؐ کا
ہے عرشِ اعظم پر لکھا نام محمدؐ مصطفٰے

جن سے ہمیں عزت ملی
اسلام کی دولت ملی
جینے کی بھی قیمت ملی
مرنے پہ بھی جنت ملی

سب کچھ وہی بعد از خدا اللہ ہی ہے جانتا
رتبہ مرے سرکار کا

دنیا نے ہے کافی سنا
قصہ خلیل اللہؑ کا
صدقے میں جس کے نام کے
اک پل میں ٹھنڈا ہو گیا

نمرود کا آتش کدہ اللہ ہی ہے جانتا
رتبہ مرے سرکارؐ کا

برسوں رسولِ پاکؐ کے
جو پیٹ پر بندھا رہا

مومن کی آنکھوں سے کوئی دیکھے تو وہ پتھر ہے کیا
ہے لعل و گوہر سے سوا اللہ ہی ہے جانتا
رتبہ مرے سرکار کا
یارِ سفر کی بات کیا
اصحابؓ در کی بات کیا
شمس و قمر کی بات کیا
جن و بشر کی بات کیا
پیڑوں نے بھی کلمہ پڑھا اللہ ہی ہے جانتا
رتبہ مرے سرکارؐ کا
دنیا بہت برباد تھی
ویسے تو یہ آباد تھی
ظلم و ستم کے نام کی
مضبوط اک بنیاد تھی
سب قصرِ باطل ڈھ گیا اللہ ہی ہے جانتا
رتبہ مرے سرکارؐ کا
سچائیاں بڑھنے لگیں
گمراہیاں گھٹنے لگیں
روشن فضائیں ہو گئیں
جب بدلیاں چھٹنے لگیں
ایمان کا سورج اُگا اللہ ہی ہے جانتا
رتبہ مرے سرکارؐ کا
اصحابؓ کی عزت بڑھی
ایمان کی دولت بڑھی
سب شرک و بدعت مٹ گئی
اسلام کی عظمت بڑھی

جب فتح مکہ ہو گیا اللہ ہی ہے جانتا
رتبہ مرے سرکار کا
انورؔ خدا کا نام لے
ہمّت سے بڑھ کر کام لے
دستِ شہادت سے سدا
تو مسکرا کر جام لے
سب کا کہاں یہ حوصلہ اللہ ہی ہے جانتا
رتبہ مرے سرکارؐ کا

مدحِ اصحابِ پیمبرؐ

لکھا ہے یہ مومن کے قلب و جگر پر
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

انہیں سے ہے اسلام کا بول بالا
انہیں سے ہے تاریکیوں میں اُجالا
انہیں چار یاروں کا منصب ہے اعلیٰ
یہی لوگ افضل ہیں بعد از پیمبر
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

یہی تو نبیؐ کے معاون رہے ہیں
ہتھیلی پہ سر رکھ کے اپنا چلے ہیں
دیئے کفر کے ان کے دم سے بجھے ہیں

انھیں سے مٹی شانِ کسریٰ و قیصر
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

صداقت عدالت کی زینت انھیں سے
سخاوت شجاعت کی عظمت انھیں سے
ہے معیارِ شانِ خلافت انھیں سے

یہ ہیں دینِ احمدؐ کے ماتھے کا جھومر
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمان و حیدرؓ

الٰہی ہمیں فہم و ادراک دیدے
جو تڑپے وہی قلب صد چاک دیدے
جو برسے وہی چشم نمناک دیدے

کریں ہم بھی اسلاف پر جان نچھاور
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

عبادات کی آبرو ان کے دم سے
نمازان کے دم سے وضوان کے دم سے
بالاعلان اللہ ہو ان کے دم سے

ہیں جانبازِ بدر و حنین اور خیبر
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

رُخِ آدمیت دمکتا رہے گا
چمن زارِ طیبہ مہکتا رہے گا
سدا تاجِ امت چمکتا رہے گا

یہ ہیں بحرِ ایماں کے نایاب گوہر!
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

بہ فیضِ نبیؐ ایسا رتبہ ملا ہے
فلک جس کی رفعت پہ شرما رہا ہے
نقوشِ قدم پر زمانہ جھکا ہے
کوئی میر و سلطان ہو یا ہو قلندر
ابوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ

سفر آسماں کا ہوا ہم سے جاری!
خلاؤں سے گذری ہماری سواری
وہاں سے بھی آگے ہے منزل ہماری
جہاں جا کے تھک جائیں جبریل کے پر
ابوبکرؓ و فاروقؓ عثمانؓ و حیدرؓ

محمدؐ کا صدقہ

محمدؐ کے صدقے میں سب کچھ ملا ہے
صحابہؓ سے امت کا گلشن کھلا ہے

اسی کو تو کہتے ہیں اعلیٰ مقدر
نبیؐ کے ہے پہلو میں سونا میسر!
بوبکرؓ و فاروقؓ کا مرتبہ ہے
محمدؐ کے صدقے ......

شریعت یہ آواز دیتی ہے تجھ کو
شہادت یہ آواز دیتی ہے تجھ کو
فنا دوسروں کی ہے تیری بقا ہے
محمدؐ کے صدقے ......

یہ معراج کی شب میں جبریلؑ بولے
نہیں تاب ہم میں کہ اب جائیں آگے
ہماری تو حد سدرۃ المنتہیٰ ہے
محمدؐ کے صدقے ......

صدا تھی سرِ عرش پیارے محمدؐ
قریب اور آؤ ہمارے محمدؐ

جو محبوب ہے اس سے پردہ ہی کیا ہے
محمدؐ کے صدقے . . . .

سنو آؤ اے چاند پر جانے والو
ترقی پہ دنیا کی اِترانے والو

اشارے سے ہی چاند ٹکڑے ہوا ہے
محمدؐ کے صدقے . . . .

خدا کی وہیں پر نوازش ہوئی ہے
وہیں رحمتِ حق کی بارش ہوئی ہے

جہاں بھی صحابہؓ کا نام آگیا ہے
محمدؐ کے صدقے . . . .

کیا جس نے حکمِ نبیؐ سے امامت
اُسی کو ملی سب سے پہلے خلافت

وہ ہجرت کی شب ہمسفر بھی رہا ہے
محمدؐ کے صدقے . . . .

چمک اُٹھی فاروقِ اعظمؓ کی قسمت
بڑھی ان سے اِسلام کی شان و شوکت

عمرؓ کا مقدر نبیؐ کی دعا ہے
محمدؐ کے صدقے . . . .

عمل کی عظمت کا پاکیزگی کا
ہے آئینہ حِلم کی روشنی کا

کہ عثمانؓ کا چہرہ چراغِ حیا ہے
محمدؐ کے صدقے . . . .

تو بن پیرو فاتحِ بابِ خیبر
کمندیں تو ڈالے گا شمس و قمر پر
زباں پر اگر نام شیرِ خدا ہے
محمدؐ کے صدقے . . . . . .

ہے جہد و عمل حسنِ گلزارِ جنت!
عبادت، صداقت، شجاعت، شہادت
یہی دینِ اسلام کا فلسفہ ہے
محمدؐ کے صدقے . . . . . .

یہاں شاد ہیں دین و دنیا کے تاجر
جو مومن ہیں ان نیک بندوں کی خاطر
یہ سارا جہاں آج بھی کربلا ہے
محمدؐ کے صدقے . . . . . .

فرشتوں نے بھی اُن کی تعظیم کی ہے
اُنھیں کی بدولت یہ دنیا بنی ہے
درختوں نے بھی انکا کلمہ پڑھا ہے
محمدؐ کے صدقے . . . . . .

یہ حسرت ہے جب روح تن سے جدا ہو
تو انور کا سر ہو درِ مصطفےٰ ہو
یہی ربِّ عالم سے ہر دم دُعا ہے
محمدؐ کے صدقے میں سب کچھ ملا ہے



ایمان و یقیں کی تھی دولت اصحابِ نبیؐ کی قسمت میں
لکھی تھی ازل سے ہی جنت اصحابِ نبیؐ کی قسمت میں

بوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ سے دینِ خدا کی شان بڑھی
خلفائے رسولِ پاک یہی انسان ہیں افضل بعد نبیؐ
اللہ وغنیؓ کیا تھی عظمت اصحابِ نبیؐ کی قسمت میں!
ایمان و یقیں . . . .

افلاک کے لوگوں کو کوئی سکھلائے بہت ناممکن ہے
وہ بات فرشتوں میں پیدا ہو پائے بہت ناممکن ہے
پنہاں تھی جو شانِ عبدیت اصحابِ نبیؐ کی قسمت میں
ایمان و یقیں . . . .

جب جنگ کی جانب بڑھتے تھے تب کفر کے بادل چھٹتے تھے
بے فتح وظفر میدانوں سے یہ بندۂ حق کب ہٹتے تھے
مستور خدا کی تھی نصرت اصحابِ نبیؐ کی قسمت میں
ایمان و یقیں . . . .

گھر بار لُٹا کر بھی اِن کے ہونٹوں پہ مسرت رہتی تھی
دِن رات اُنھیں راہِ حق میں بس فکرِ شہادت رہتی تھی
موجود تھی یہ کیسی فطرت اصحابِ نبیؐ کی قسمت میں

ایمان ویقیں . . . .

اِک عزم وعمل کے جذبے نے کسریٰ کے کنگورے توڑ دیئے
اس طرح عجم کے لوگوں سے اسلام کے رشتے جوڑ دیئے
شامل تھی خدا کی بھی رحمت اصحابِ نبیؐ کی قسمت میں

ایمان ویقیں . . . .

مختارِ زمانہ تھے لیکن مجبور کی صورت رہتے تھے
دنیا میں اِسی باعث تو سبھی دکھ درد مصیبت سہتے تھے
پوشیدہ تھی عقبیٰ کی راحت اصحابِ نبیؐ کی قسمت میں

ایمان ویقیں . . . .

بنتا ہے جہاں کی مٹی سے کردار وخمیرِ انسانی
ملتا ہے وہیں کی مٹی میں اک روز وجودِ جسمانی
مرنے پہ بھی ہے دیکھو قربت اصحابِ نبیؐ کی قسمت میں

ایمان ویقیں . . . .

اللہ نے روزِ اوّل ہی تقدیرِ بشر جب بانٹی تھی
ایمان ہمارا ہے انورؔ اس وقت یقیناً لکھ دی تھی
سرکارؐ مدینہ کی اُلفت اصحابِ نبیؐ کی قسمت میں
ایمان ویقیں کی تھی دولت اصحابِ نبیؐ کی قسمت میں




خلفائے راشدین




دارا کا ذکر ہے نہ سکندر کی بات ہے
خلفائے راشدینِ پیمبر کی بات ہے

رنے کے بعد آپ کا سایہ نصیب ہے
حشر دوستی کا اجالا نصیب ہے
پہلو میں شاہِ دیں کے جو سونا نصیب ہے
صدیق رضؓ اور عمر رضؓ کے مقدر کی بات ہے
دارا کا ذکر ہے نہ ....

س جام کے نشے سے سنور جائے زندگی
نشر کی دھوپ کھا کے نکھر جائے زندگی
س گھونٹ پی لے اور گزر جائے زندگی

ایسی تو صرف ساقیٔ کوثر کی بات ہے

دارا کا ذکر ہے نہ ....

جن کی نظر کے فیض سے دنیا بدل گئی

تلوار جن کی لشکرِ باطل پہ چل گئی!

جن کے جلال و رعب سے دھرتی دہل گئی

اُن غازیانِ بدر کی خیبر کی بات ہے

دارا کا ذکر ہے نہ ....

جو لعل سے سوا ہے جو گوہر سے بھی سوا

کیا جس کا پا سکے گا زمرّد بھی مرتبہ

برسوں رسولِ پاک کے جو پیٹ پر بندھا

میری زبان پر اسی پتھر کی بات ہے

دارا کا ذکر ہے نہ ....

مرنا ہی زندگی ہے جہاں کو بتا دیا

بوڑھے فلک کو خون کے آنسو رُلا دیا۔

قربانیوں نے جن کی زمیں کو ہلا دیا

دو چار کی نہیں وہ بہتّر کی بات ہے

دارا کا ذکر ہے نہ ....

بڑھتے رہو اگرچہ مخالف بھی ہو ہوا

ہونے نہ پائے ختم شجاعت کا سلسلہ!

پرچم تمھیں اٹھاؤ گے اک روز فتح کا!

جب تک زباں پہ فاتحِ خیبر کی بات ہے
دارا کا ذکر ہے نہ . . . .

ہجرت کی رات تھی کوئی جاگا تمام رات
بستر پہ آپ کے کوئی سویا تمام رات
دونوں کو حکم تھا جو نبھایا تمام رات
یہ تو بس اپنے اپنے مقدر کی بات ہے
دارا کا ذکر ہے نہ . . . .

قندیلِ عشقِ شاہِ مدینہ جو جل گئی
انورؔ کے دل کی ساری سیاہی نکل گئی
کچھ روز سے تو اس کی بھی دنیا بدل گئی
اس کے بھی لب پہ مسجد و منبر کی بات ہے
دارا کا ذکر ہے نہ سکندر کی بات ہے



راہرو تھے مگر آپ کے فیض سے رہنما ہو گئے دیکھتے دیکھتے
آتشِ عشقِ سرکار میں جو جلے اولیا ہو گئے دیکھتے دیکھتے

چڑھ کے فاراں کی چوٹی پہ جب آپ نے ایک مجمع کو پیغامِ حق تھا دیا
اسمیں تھے آپکے گھر کے افراد اور وہ بھی تھے جنکا اک نام بوبکرؓ تھا
آپ کی چشمِ رحمت جو اُن پر پڑی کیا سے کیا ہو گئے دیکھتے دیکھتے
راہرو تھے مگر . . . .

وہ عمرؓ جن کے ہاتھوں میں اک عمر تک کفر کی ناؤ کے دونوں پتوار تھے
چشمِ شاہِ مدینہ نے کیا کر دیا جان لینے کو جس وقت تیار تھے
بحرِ ایماں میں کشتیٔ اِسلام کے ناخدا ہو گئے دیکھتے دیکھتے
راہرو تھے مگر . . . .

ایک تاجر تھے اور نفع و نقصان پر جنکی نظریں تھیں اور جن کا ایمان تھا
کیسے ان کو غنی رضؓ کا لقب مل گیا نام نامی تو صرف ان کا عثمانؓ تھا
دینِ حق کے لئے عمر بھر فیض کا سلسلہ ہو گئے دیکھتے دیکھتے
راہرو تھے مگر . . . .
جو علی رضؓ وقتِ اعلانِ پیغامِ حق اک کمزور و معصوم بچے سے تھے
کلمۂ حق کے پڑھتے ہی کیا ہو گیا عمر کی منزلوں میں تو کچے سے تھے
شیرِ یزداں ہوئے اور پھر بازوئے مصطفےٰ ہو گئے دیکھتے دیکھتے
راہرو تھے مگر . . . .
دیکھئے تو نصیبِ بلالِ رضؓ حبش ہو گیا ختم ان پر کمالِ حبش
فخرِ یوسف نے دیکھا جو ان کی طرف بن گئے نازِ حسن و جمالِ حبش
شانِ معبود کا لحن داؤد کا آئینہ ہو گئے دیکھتے دیکھتے
راہرو تھے مگر آپ کے فیض سے رہنما ہو گئے دیکھتے دیکھتے

اصحابِ نبیؐ



کے صدقے میں

اللہ کا گھر گھر ذکر ہوا اصحابِ نبیؐ کے صدقے میں
اسلام کا ہر سو دیپ جلا اصحابِ نبیؐ کے صدقے میں

صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ سرکار کو سب سے پیارے تھے
جس چرخ کے سورج تھے آقا یہ لوگ اسی کے تارے تھے
دنیا کا اندھیرا دور ہوا اصحابِ نبیؐ کے صدقے میں
اللہ کا گھر گھر . . . .

سرکارؐ کے پردہ کرتے ہی فتنوں نے اٹھایا سر اپنا
صدیقؓ کی دور اندیشی سے کفّار کا ٹوٹا ہر سپنا!
ناکام ہوا ہر منصوبہ اصحابِ نبیؐ کے صدقے میں!
اللہ کا گھر گھر . . . .

فاروقؓ نے جب تیور بدلا کسریٰ کے کنگورے ٹوٹ گئے
جو تخت نشیں تھے فارس میں ان سب کے مقدّر پھوٹ گئے

ایران پہ دیکھو ہے قبضہ اصحابِ نبیؐ کے صدقے میں
اللہ کا گھر گھر
. . . .
اے اہلِ زمانہ غور کرو عثمانؓ کی عظمت کو سمجھو
چالیس دنوں تک بھوک کی بھی اور پیاس کی شدّت کو سمجھو
دنیا نے شہادت کو سمجھا اصحابِ نبیؐ کے صدقے میں
اللہ کا گھر گھر . . . .
وہ قلعہ خیبر جس پر کہ مدّت سے یہودی قبضہ تھا
پل بھر میں علیؓ نے توڑ دیا فولاد کا جو دروازہ تھا
پھر اس پہ پھریرا لہرایا اصحابِ نبیؐ کے صدقے میں
اللہ کا گھر گھر . . . .
تنگ آکے ہمارے آقا نے جس شہرِ ستم کو چھوڑا تھا
وہ شہر بھی اِک دن فتح ہوا کیا ذہن تھا کیا منصوبہ تھا
تاریخ نے یہ منظر دیکھا اصحابِ نبیؐ کے صدقے میں
اللہ کا گھر گھر . . . .
ایمان ویقیں کے بھی بَل پر دنیا میں سیاست ممکن ہے
قرآن کے مطابق بھی انورؔ ملکوں کی حکومت ممکن ہے
اس راز کو دنیا نے سمجھا اصحابِ نبیؐ کے صدقے میں
اللہ کا گھر گھر ذکر ہوا اصحابِ نبیؐ کے صدقے میں

نغمۂ قرآن

یہی عقیدہ ہے اپنا اور یہ ایمان ہمارا ہے
ساری کتابوں سے افضل تر یہ قرآن ہمارا ہے

اقرا سے آغاز ہے اس کا خود ہی خدا ہمراز ہے اسکا
مٹ نہیں سکتا حشر کے دن تک اتنا بڑا اعجاز ہے اسکا
مذہب سے بے خبر دشمن لو یہ اعلان ہمارا ہے
یہی عقیدہ . . . .

اس سے ملی اسلام کو عظمت اسکا اک اک لفظ ہے رحمت
جس گھر میں ہے اس کی تلاوت اس گھر میں برکت ہی برکت
ہم مسلم ہیں ہم مومن ہیں یہ ایمان ہمارا ہے
یہی عقیدہ . . . .

دیکھے کوئی تقدیر محمدؐ چرخ و زمیں جاگیر محمدؐ
عرش پہ جب معراج کی شب میں پھیل گئی تنویر محمدؐ
کہہ اٹھا خالقِ ہر دو عالم یہ مہمان ہمارا ہے
یہی عقیدہ . . . .

ہم سے سجی افلاک کی محفل چاند ہماری پہلی منزل
آج خلاؤں کا جو سفر ہے ہم نے کیے حل اسکے مسائل
چاند پہ جانے والو سن لو یہ احسان ہمارا ہے
یہی عقیدہ . . . .

جہد و عمل کردار ہمارا قربانی تیوہار ہمارا
بدر سے لیکر کرب و بلا تک دیکھے کوئی ایثار ہمارا
حق کیلئے ہم اب بھی لڑیں گے یہ میدان ہمارا ہے
یہی عقیدہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جنگ میں جب اصحاب سے اپنے پوچھا نبیؐ نے کیا کیا دوگے
گھر کے سبھی اسباب کو دیکر خود صدیقؓ نبیؐ سے بولے
آپ سے قربت آپ کی الفت ہی سامان ہمارا ہے
یہی عقیدہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ہم بھی اب انورؔ عمر بھر اپنے خون جگر سے نعت لکھینگے
مدحِ صحابہؓ روز پڑھیں گے ذکرِ صحابہؓ روز کریں گے
لکھ کے یہی اشعار کہیں گے یہ دیوان ہمارا ہے
یہی عقیدہ ہے اپنا اور یہ ایمان ہمارا ہے

امتحانِ مردِ مؤمن

ہمارے سر پہ منڈلاتی رہی ہیں بجلیاں صدیوں
ہم اپنی ہمتوں کا دے چکے ہیں امتحاں صدیوں
مشینیں آج بھی جس بحرِ بے پایاں سے ڈرتی ہیں
چلاتے تھے اسی ظلمات میں ہم کشتیاں صدیوں
بتائی ہم نے ہی دنیا کو عظمت جان دینے کی
شہیدوں سے رہیں آباد اپنی بستیاں صدیوں
ہمارے منتظر تھے آسماں کے لوگ مدت تک
ہماری راہ تکتی تھی فلک پر کہکشاں صدیوں
ہمارے نام سے گرمی تھیں برفیلے علاقوں میں
ہمارے دم سے صحراؤں میں گونجی ہے اذاں صدیوں
حقیقت میں جہاں پر پھول کم کانٹے زیادہ تھے
اسی وادی سے گذرا ہے ہمارا کارواں صدیوں
عرب سے جو گھٹا اٹھی بہت جم کر یہاں برسی
ہمارے دم سے مہکا گلشنِ ہندوستاں صدیوں
فلک پر رہنے والوں کو دیا فنِ زباں دانی!!
فرشتوں نے بھی سیکھا ہم سے اندازِ بیاں صدیوں

جرأت سے کام لے

اے مردِ مسلماں ذرا ہمّت سے کام لے
تقدیر بدل جائے گی جرأت سے کام لے

مانا کہ سفرِ زیست کا دشوار بہت ہے
جس راہ پہ چلنا ہے وہ پُرخار بہت ہے
منزل پہ پہنچ جائے گا محنت سے کام لے
اے مردِ مسلماں . . . .

ہیں چرخ پہ ہر سو سیہ بادل کے نظارے
تا حدِ نظر پھیلے ہیں مقتل کے نظارے
مایوس نہ ہو ذوقِ شہادت سے کام لے
اے مردِ مسلماں . . . .

ظالم کی تو کبھی بھی اطاعت نہ کر قبول
بے رحم درندوں کی حمایت نہ کر قبول
باطل کی حکومت میں بغاوت سے کام لے
اے مردِ مسلماں . . . .

مظلوموں کی مجبوروں کی عزّت ہے ضروری
کمزوروں سے ہر لمحہ محبّت ہے ضروری
بے بس کوئی ملے تو مروّت سے کام لے
اے مردِ مسلماں . . . .

کردار کی عظمت پہ کبھی حرف نہ آئے
اَسلاف کی شہرت پہ کبھی حرف نہ آئے
دشمن سے بھی ملنے میں شرافت سے کام لے

اے مردِ مسلماں . . . .

صدیقؓ ترے عزم کی تائید کریں گے
جو دین سے غافل ہیں سدا تجھ سے ڈریں گے
ہر لمحہ مگر زورِ صداقت سے کام لے

اے مردِ مسلماں . . . .

تو حضرتِ فاروقؓ کی ہیبت کا امیں ہے
اِسلام میں قانون کی عظمت کا امیں ہے
تو عدل کا پیکر ہے عدالت سے کام لے

اے مردِ مسلماں . . . .

مذہب پہ زر و مال لٹانے کا ہنر سیکھ
عثمانؓ سے تقدیر بنانے کا ہنر سیکھ
دولت سے نہ کر پیار سخاوت سے کام لے

اے مردِ مسلماں . . . .

اِس دور کا خیبر بھی ترے پاؤں پڑے گا
تو حُبِ علیؓ لے کے جو میداں میں لڑے گا
تاریخ کو پڑھ اور شجاعت سے کام لے
اے مردِ مسلماں ذرا ہمت سے کام لے

قُرَّۃُ عَینیِ فِی الصَّلوٰۃِ

پنہاں اِسی میں خلقِ دو عالم کا راز ہے
چشمِ رسولِ پاک کی ٹھنڈک نماز ہے

سن لے کبھی ہمارے بھی دل کی کوئی پکار
آجائے زندگی میں ہماری بھی اب بہار
سجدے میں تجھ سے کہتے ہیں ہم بھی یہ بار بار
اللہ تو عظیم ہے بندہ نواز ہے
چشمِ رسولِ پاک ....

بنتا ہے ہر کسی کا مقدر نماز میں
تفریق ختم ہوتی ہے اگر نماز میں
یہ دیکھنے کو ملتا ہے اکثر نماز میں
محمود جس جگہ ہے وہیں پر ایاز ہے
چشمِ رسولِ پاک ....

سجدہ کروں گا میں بھی خدائے عدیل کا
سب سے بلند ذکر ہے ربِ جلیل کا
پیغام تازہ ہے یہی دینِ خلیل کا
نعتِ نبیؐ کی دھن ہے مرے دل کا ساز ہے
چشمِ رسولِ پاک ....

اپنی سیاہ رات میں یوں روشنی کریں
ذکرِ خدا کے بعد ہی ذکرِ نبیؐ کریں
دو چار روز کیا اسے تا زندگی کریں
ہم کو تو صرف عشقِ محمدؐ پہ ناز ہے
چشمِ رسولِ پاک ....

تجھ کو ہمارے سجدوں کی حاجت نہیں کوئی
تسبیح کے لئے تجھے آخر ہے کیا کمی!
کرتے ہیں ہم جو اس میں ہے مقصد ہمارا ہی
پروردگار تو تو بڑا بے نیاز ہے
چشمِ رسولِ پاک ....

سجدے میں گر کے رونے کا ہم کو ہنر بھی دے
جلووں کو تیرے دیکھ سکے وہ نظر بھی دے
باطن میں اب طہارتِ قلب و جگر بھی دے
ربِّ کریم تو تو بڑا کارساز ہے!
چشمِ رسولِ پاک ....

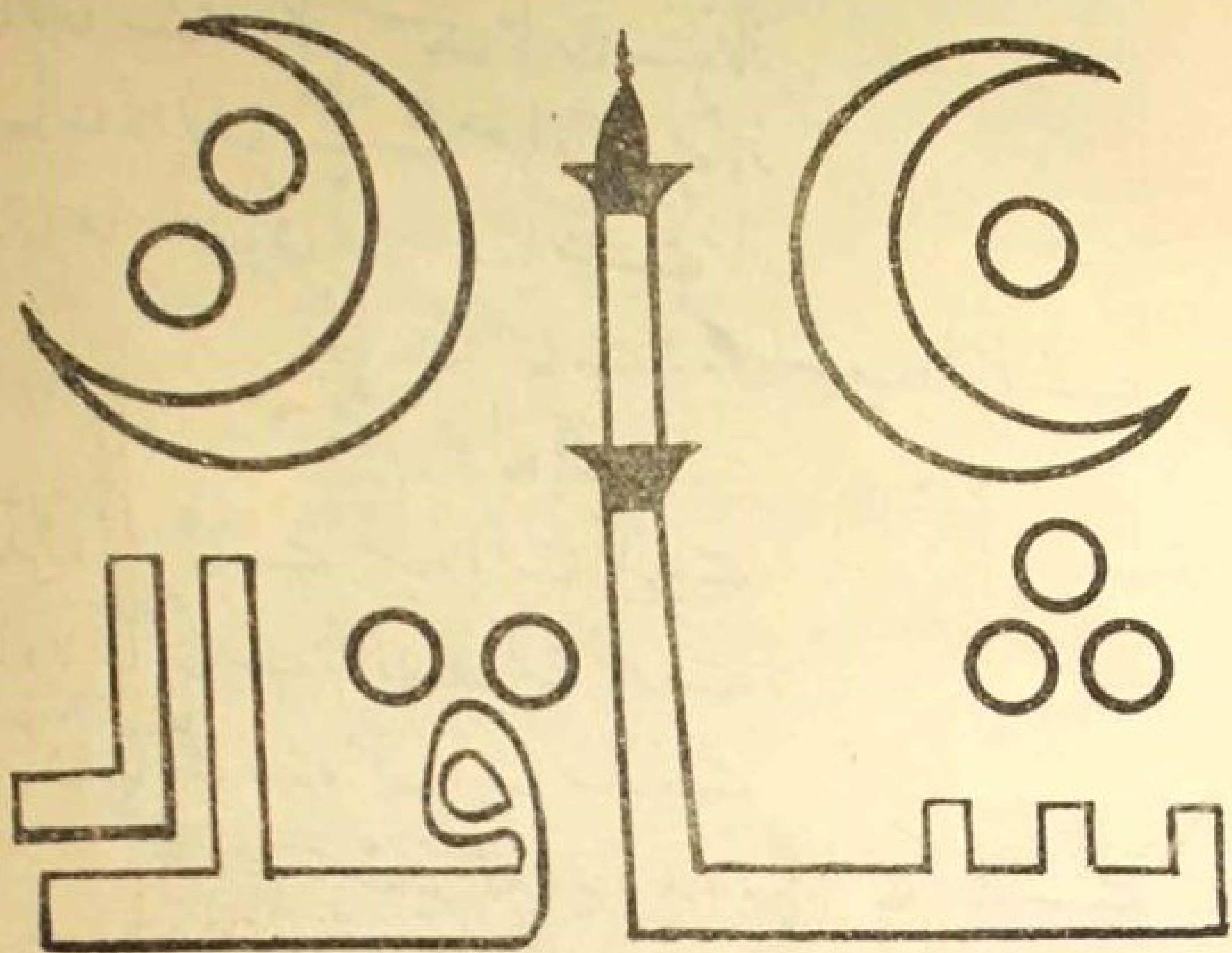
جو رہ سکے نہ حرص و ہوس کی قیود میں
نفرت کا شائبہ نہ ہو جس کے وجود میں
آنسو بہا سکے جو رکوع و سجود میں
مومن اسی کا دل ہے وہی پاک باز ہے
چشمِ رسولِ پاک ....

دینِ خدا کے سر کا حسیں تاج ہے نماز
یمان والوں کے لئے معراج ہے نماز
ساری عبادتوں کی تو سرتاج ہے نماز
مٹتا ہے اس سے جو بھی نشیب و فراز ہے
چشمِ رسولِ پاک ....

صدیقؓ کو ملی ہے صداقت نماز سے
ساروقؓ کی ہے شانِ عدالت نماز سے
ثمِ غنیؓ کی بھی ہے سخاوت نماز سے
شیرِ خدا پہ زہد و ریاضت کو ناز ہے
چشمِ رسولِ پاک ....

رت سے دیکھتی رہی جنت حسنؓ کو
وش میں لئے بھی عبادت حسینؓ کو
دے میں ہی ملی جو شہادت حسینؓ کو
اس میں چھپا نماز کی عظمت کا راز ہے
چشمِ رسولِ پاک ....

ہمیں یقین ہے جائیں گے ایک دن
و کے ہم بھی ان کو منائیں گے ایک دن
کار خود ہی پاس بلائیں گے ایک دن
اپنے بھی دل میں نیتِ سفرِ حجاز ہے
چشمِ رسولِ پاک کی ٹھنڈک نماز ہے



خدا کے گھر میں چل کر اس کی قدرت ہم بھی دیکھیں گے
کہ اب اے ماہِ رمضاں تیری برکت ہم بھی دیکھیں گے
رسول اللہ صلعم نے رمضاں کی عظمت بتائی ہے
کلامِ پاک میں اس ماہ کی جلوہ نمائی ہے
اب اس کی عظمتیں کرکے عبادت ہم بھی دیکھیں گے
خدا کے گھر میں . . . .

کلام پاک اترا ہے اسی ماہِ مبارک میں
رُخِ اسلام نکھرا ہے اسی ماہِ مبارک میں
کتاب اللہ کی شانِ تلاوت ہم بھی دیکھیں گے
خدا کے گھر میں . . . .

صلوٰۃ و صوم فیضِ ذاتِ سرکارؐ مدینہ ہے
یہی مسجد تو اس دنیا سے عقبیٰ تک کا زینہ ہے
یہاں پر پنج وقتہ خوابِ جنت ہم بھی دیکھیں گے
خدا کے گھر میں
. . . .
ہمیں مرنا ہے ہم کو نیک سرمائے کی حاجت ہے
ہمیں بھی حشر کے دِن دھوپ میں سائے کی حاجت ہے
بہ فیضِ شاہِؐ بطحا ابرِ رحمت ہم بھی دیکھیں گے
خدا کے گھر میں
. . . .
وہ جن کو یاد کر کے نوحؑ نے کشتی بنائی تھی
وہ جن کے فیض سے یعقوبؑ نے بینائی پائی تھی
مدینے جا کے ان کی شان و شوکت ہم بھی دیکھیں گے
خدا کے گھر میں . . . .
اسی ماہ مبارک میں نزولِ رحمتِ باری
خدائے پاک کا ہوتا ہے دریائے کرم جاری
نمازی بن گئے اب یہ ساری نعمت ہم بھی دیکھیں گے
خدا کے گھر میں . . . .
سبق مسجد سے ملتا ہے مساوات و اخوت کا
یہاں پر فرق مٹ جاتا ہے آکر نسل و رنگت کا
ہزاروں طرح کے لوگوں کی وحدت ہم بھی دیکھیں گے
خدا کے گھر میں . . . .

خدا کا نام گونجے گا موذن کی اذانوں میں
نبیؐ کا نام پھیلے گا زمینوں آسمانوں میں
یہ منظر بس اِسی گھر کی بدولت ہم بھی دیکھیں گے
خدا کے گھر میں . . . .

اِسی رمضان میں تو امتحانِ مردِ مومن ہے
کہ تیسوں روزے رکھ لینا ہی شانِ مردِ مومن ہے
خدا توفیق دے یہ شان و شوکت ہم بھی دیکھیں گے
خدا کے گھر میں . . . .

اگر عشقِ نبیؐ کی آگ میں جلتے رہے انورؔ
دلِ مجبور میں ارماں یوں ہی پلتے رہے انورؔ
تو پھر اک روز وہ شہرِ رسالت ہم بھی دیکھیں گے
خدا کے گھر میں چل کر اس کی قدرت ہم بھی دیکھیں گے



میرے آقا کسی دن مجھے خواب میں جلوئے روئے تاباں دکھا دیجیے
فاصلہ تو ہے چودہ صدی کا مگر آپ اس فاصلے کو مٹا دیجیے

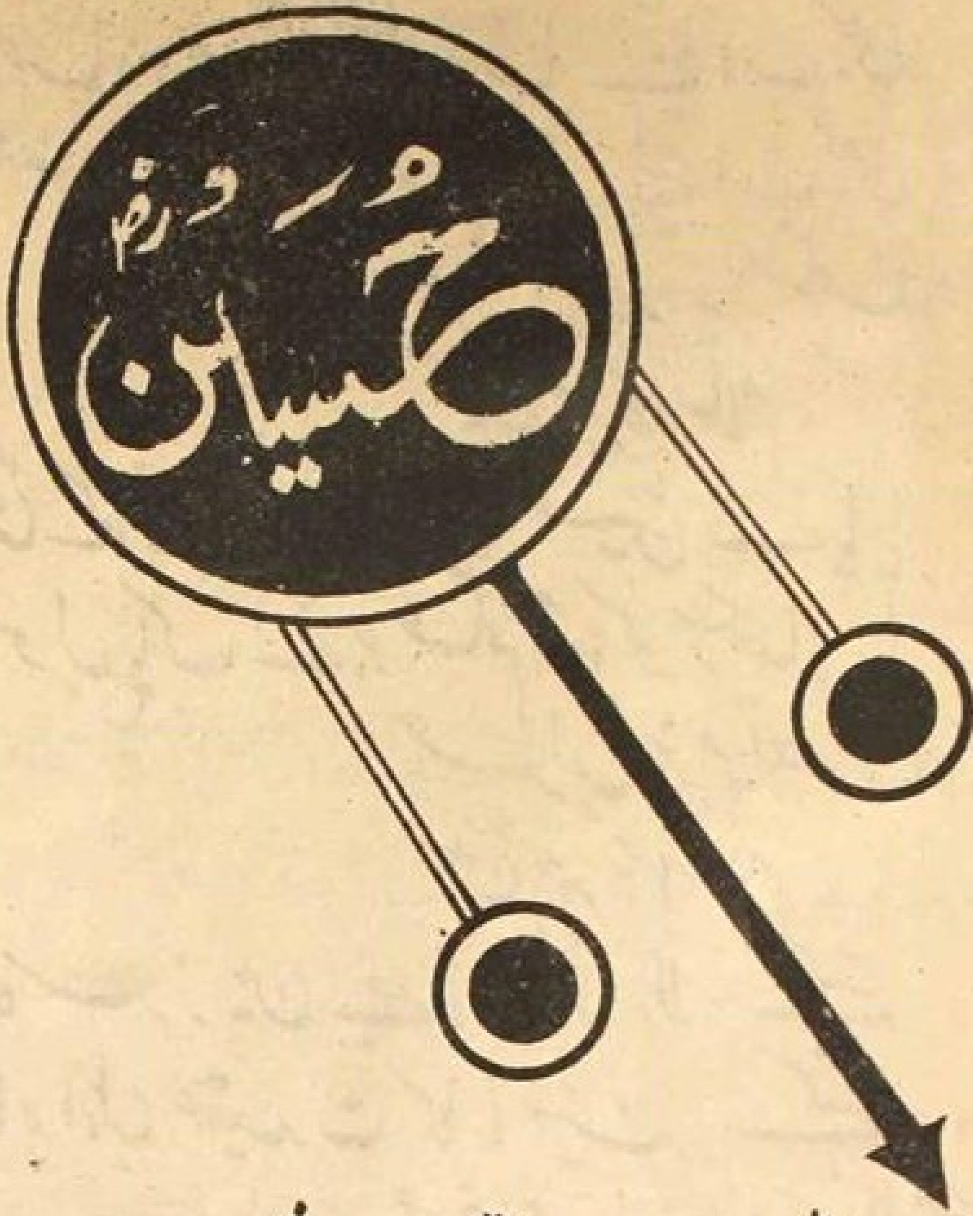
صبح روزِ ازل سے قیامت تلک بعدِ اللہ مختارِ کل آپ ہیں
رحمتِ دو جہاں آپ کی ذات ہے سچ تو یہ ہے امامِ رسل آپ ہیں
آج امت کا سر ہے برہنہ بہت اس پہ رحمت کی چادر اڑھا دیجیے

میرے آقا . . . .

شرک و بدعات پھیلی ہیں ہر سو یہاں مرتدوں کا ہر اک سمت ہے کارواں
مومنوں کے لئے آج پھر بن گئی ساری دنیا ہے اک مرکزِ امتحاں
فتنہ و شر کی تدفین کے واسطے کوئی صدیق رضؓ سا پیشوا دیجیے

میرے آقا . . . .

بادشاہت کے بھی تجربے ہو چکے دورِ جمہور دنیا میں ناکام ہے
آج کی حکمرانی ہے جادوگری اس پہ چنگیزیت کا بھی الزام ہے
کم سے کم صرف دنیائے اسلام کو پھر عمرؓ سا کوئی رہنما دیجئے
میرے آقا . . . .
مال و زر کی ہوس نے ہے گھیرا ہمیں دل میں دنیا کی رنگین تصویر ہے
بھول بیٹھے ہیں اسلاف کی زندگی لب پہ کچھ ہے تو بس ذکرِ تقدیر ہے
دینِ حق پر لٹاتے رہیں مال و زر پھر غنیؓ سا ہمیں حوصلہ دیجئے
میرے آقا . . . .
عہدِ حاضر کے خیبر کے دیوار و در اہلِ ایماں کو پہنچا رہے ہیں ضرر
کب تلک ان سے ٹکرائیں ہم اپنے سر ہو گا کب اپنی آہوں میں پیدا اثر
ہم کو نانِ جویں مل رہی ہے مگر ہم کو بازوئے شیرِ خدا دیجئے
میرے آقا . . . .
آج ہر شہر کوفہ کے مانند ہے جیسے لوگوں میں خوفِ خدا ہی نہیں
بیوفائی کی رسمیں بہت عام ہیں جھوٹ اور سچ میں کچھ فاصلہ ہی نہیں
ہر طرف ہیں یزیدی سپاہیں کھڑی ہم کو عزمِ شہِ کربلا دیجئے
میرے آقا کسی دن مجھے خواب میں جلوئے روئے تاباں دکھا دیجئے



حسینؓ چہرۂ اسلام تجھ سے روشن ہے
عرب کا سارا بیابان آج گلشن ہے
تو اپنے نانا کے پیغام کی امانت تھا
بقائے دینِ محمدؐ کی تو ضمانت تھا
جہاں ہے پرچمِ اسلام تیرا دامن ہے
حسینؓ چہرۂ اسلام . . . .

وقار و عظمتِ روحانیت ترے دم سے
عروجِ فطرتِ انسانیت ترے دم سے
ترے لہو سے ہی صحراؤں میں بھی ساون ہے
حسینؓ چہرۂ اسلام . . . .

جہاد و صبر کی تعلیم چاہیئے اب بھی
حضورِ حق سرِ تسلیم چاہیئے اب بھی
شرر کی زد پہ مسلمانوں کا نشیمن ہے
حسینؓ چہرۂ اسلام . . . .

نبیؐ کے فیض سے سب کچھ حسینؓ نے پایا
رسولِ پاک نے جو علم اُن کو سکھلایا
چراغِ بزمِ تصوف اسی سے روشن ہے
حسینؓ چہرۂ اسلام . . . .

وہ سرزمین جسے آج کربلا کہیئے
نگاہِ اہلِ عقیدت کا آئینہ کہیئے
رُخِ مجاہدِ اسلام کا وہ درپن ہے
حسینؓ چہرۂ اسلام . . . .

لبوں پہ ذکر ترا صبح و شام زندہ باد
حسینؓ حشر تلک تیرا نام زندہ باد
اسی میں وقف اب انورؔ کے دل کی دھڑکن ہے
حسینؓ چہرۂ اسلام . . . .

یہودیت کا طلسم اور دہریت کا فسوں
یہ چاہتا ہے کہ پی جائے سارے جسم کا خوں
زمانہ ملّتِ بیضا کا اب بھی دشمن ہے
حسینؓ چہرۂ اسلام تجھ سے روشن ہے

وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَکَ

چل کے مسجد میں ذکرِ خدا کیجئے
ربِّ عالم کی حمد و ثنا کیجئے

ہاتھ میں اک عصائے کلیمی رہے
صبرِ ایوب و صبرِ حسینی رہے
روح میں دل میں عشقِ بلالی رہے
اور سینے میں عزمِ خلیلی رہے
جب کسی کام کی ابتدا کیجئے
ربِّ عالم . . . .

چاہتے ہو اگر کام زندہ رہے
صبح زندہ رہے شام زندہ رہے
ساری دنیا میں اسلام زندہ رہے
حشر کے روز تک نام زندہ رہے
اتباعِ رسولِ خدا کیجئے
ربِّ عالم . . . .

ذاتِ باری پہ پختہ یقیں کیلئے
عظمتِ مذہبِ اولیں کیلئے
سجدہ گاہوں کی خاطر جبیں کیلئے
کفر پر فتحِ دینِ مبیں کے لئے
پیرویٔ شہِ کربلا کیجئے
ربِّ عالم . . . .

سامنے جسکے کوئی بھی چارہ نہ ہو
جس کا دنیا میں کوئی سہارا نہ ہو
سن لو اُس کی بھی جس نے پکارا نہ ہو
اُس کا دل جیت لو جو تمہارا نہ ہو

یوں ادا سنّتِ مصطفٰے کیجئے

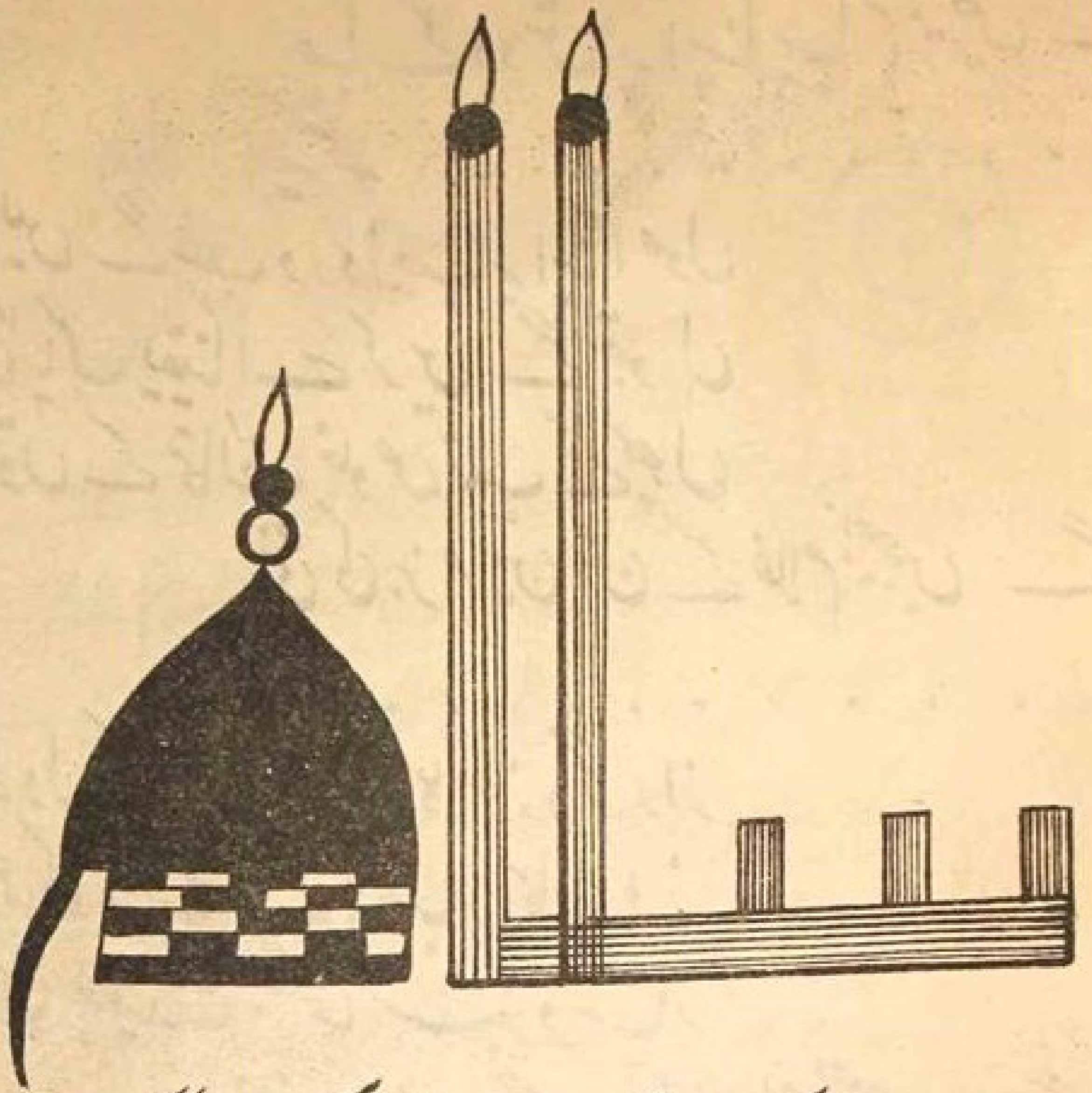
ربّ عالم . . . .

عشقِ سرکارِ بطحا رہے عُمر بھر　　رحمتِ ربِ کعبہ رہے عُمر بھر

کاش قائم یہ جذبہ رہے عُمر بھر　　دل نمازوں سے بہلا رہے عُمر بھر

دوستو اَب اسی کی دعا کیجئے

ربِ عالم کی حمد و ثنا کیجئے



درود بھیجیں گے ان پر سلام بھیجیں گے
یہ تحفہ شاہِ مدینہ کے نام بھیجیں گے

غم جدائی کا احساس جب ستائے گا
ہماری آنکھوں کا پیمانہ جب بھی چھلکے گا
ہمارے دل کا لہو اشک بن کے برسے گا
نبیؐ کے پاس بصد احترام بھیجیں گے
یہ تحفہ . . . .

غریب شہر ہیں ہم خود تو جا نہیں سکتے
ہیں خود اپنی کہانی سنا نہیں سکتے
و دل پہ بیت رہی ہے بتا نہیں سکتے

صبا کے دوش پہ اپنا پیام بھیجیں گے

یہ تحفہ . . . .

بنا ہی لیں گے شب و روز جب یہ اپنا اصول
رسولؐ پاک یقیناً اسے کریں گے قبول
عقیدتوں کے تحائف خلوصِ قلب کے پھول
نبیؐ کی بزم میں اُن کے غلام بھیجیں گے

یہ تحفہ . . . .

ہم اپنے دل کی تڑپ زندگی کا سوز و گداز
تمام عمر کی فرقت کے اعتبار کا راز
برنگ حسنِ عقیدت بشکلِ عجز و نیاز
حضورِ حضرتِ خیرؐ الانام بھیجیں گے

یہ تحفہ . . . .

یہی ہے خواہشِ انورؔ یہی ہے دل کی لگن
کہ روح جسم سے اُس کے چھڑائے جب دامن
بسا ہو خاکِ مدینہ میں اُس کا سارا کفن
اِس آرزو کو بہ شکلِ پیام بھیجیں گے!
یہ تحفہ شاہِ مدینہ کے نام بھیجیں گے!



سلام

رسولِ مقبول ہم سبھی کے دکھے دلوں کا سلام لے لو
ہماری آنکھوں سے بہنے والے اِن آنسوؤں کا سلام لے لو

تمہاری چوکھٹ پہ ساری دنیا کے شاہ بھی ہیں فقیر جیسے
ذرا نگاہیں اٹھا کے اپنے گداگروں کا سلام لے لو

تمہاری فرقت میں لوگ دنیا کے گوشے گوشے میں مضطرب ہیں
جو لوگ قسمت سے آ سکے ہیں ان عاشقوں کا سلام لے لو

سحر سے تا شام اِن کے اندر تمہارا جلوہ ہی دیکھتے ہیں!
یہ دل بھی ہیں اور آئینے بھی اِن آئینوں کا سلام لے لو

ہماری خواہش تھی ہم بھی بس جائیں ارضِ طیبہ کی وادیوں میں
مگر ہم اس آرزو میں بے بس ہیں بے بسوں کا سلام لے لو

ہزار ہا لوگ ہند سے بھی تمہاری چوکھٹ پہ آ چکے ہیں
نظر اٹھا کر ملول و مجبور ہندیوں کا سلام لے لو

خدا کے فضل و کرم سے ہم آج اپنی منزل پہ آ گئے ہیں
ہماری معراج ہو چکی ہم مسافروں کا سلام لے لو

تمہارا انور بھی آج آقا تمام حسرت لیے کھڑا ہے
بڑا کرم ہو جو اس کے بھی دل کی حسرتوں کا سلام لے لو

وَیَبْقیٰ وَجْہُ
رَبِّکَ
ذُوالْجَلٰلِ
وَالْاِکْرَامِ

یہ صبح نہ یہ رنگِ رخِ شام رہے گا
آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

ہستی کا فسانہ تو ہے بس چار دنوں تک
دنیا میں ٹھکانہ تو ہے بس چار دنوں تک
خوشیاں ہی نہ ہنگامۂ آلام رہے گا
آخر وہی اللہ . . . .

تصویر نئی ہو کہ پرانی بھی نہ ہو گی
دارا کی سکندر کی کہانی بھی نہ ہو گی
بستی میں کوئی اور نہ لبِ بام رہے گا
آخر وہی اللہ . . . .

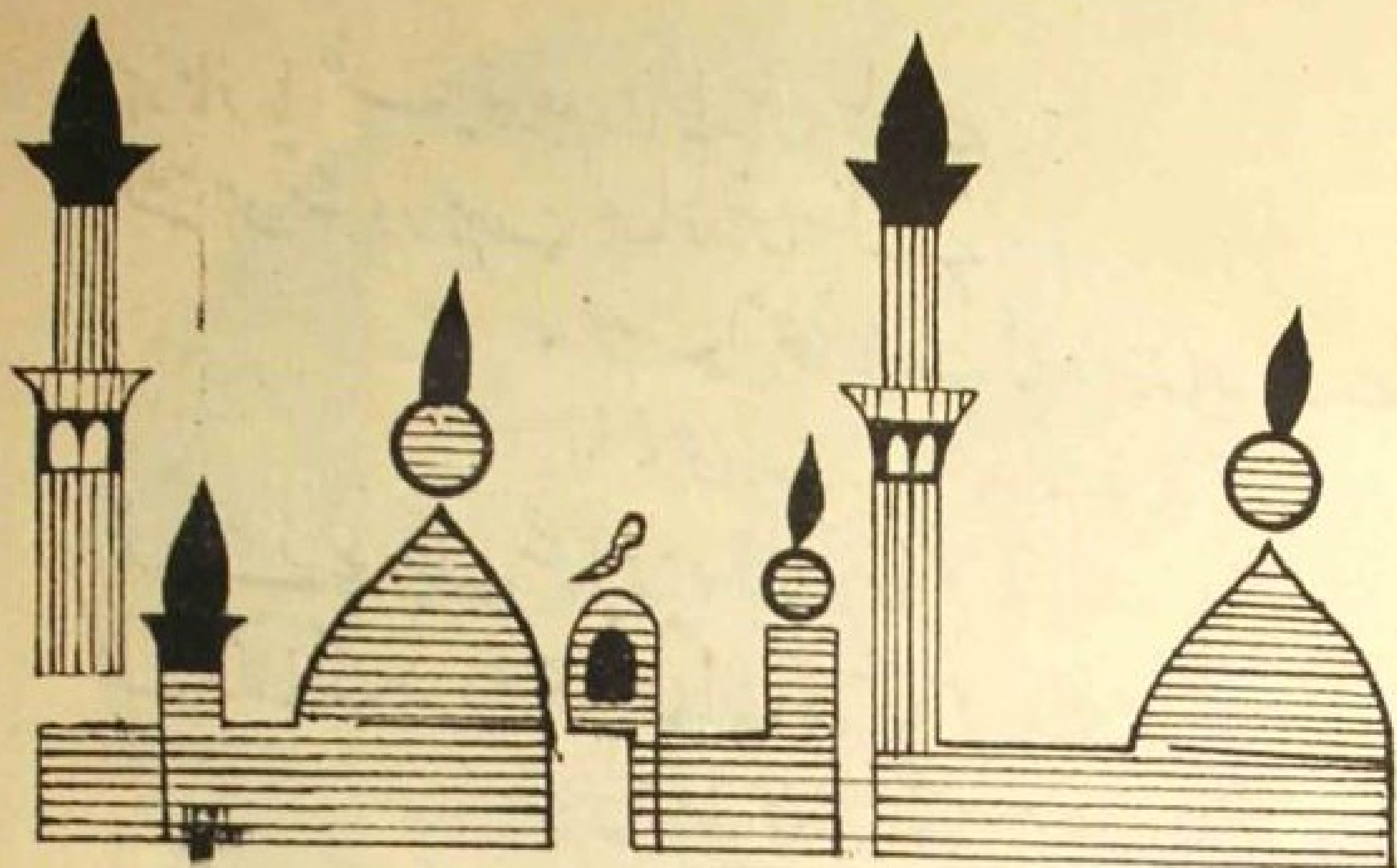
ہو ناز یا غرور بہت عارضی سا ہے
نشّہ ہو یا سُرور بہت عارضی سا ہے
صہبا ہی رہے گی نہ کہیں جام رہے گا
آخر وہی اللہ . . . .

تم سوئے ہو بیشک مگر اِس وقت تو جاگو
اے شرک کے بندو مری اِس بات کو سُن لو
بُت خانہ ہی نے چہرۂ اصنام رہے گا
آخر وہی اللہ . . . .

دولت کا پجاری بھی چلا جائے گا اک دِن
حاتم بھی بھکاری بھی چلا جائے گا اک دِن
مخصوص کوئی اور نہ کوئی عام رہے گا
آخر وہی اللہ . . . .

شاہوں کی حکومت بھی فنا ہو کے رہے گی
جمہور کی طاقت بھی فنا ہو کے رہے گی
مشہور کوئی اور نہ بدنام رہے گا
آخر وہی اللہ . . . .

انورؔ یہ جہاں لگتا ہے جو خوب سلونا
اِنساں کی حقیقت ہے یہاں جیسے کھلونا
خوش بخت کوئی اور نہ ناکام رہے گا
آخر وہی اللہ کا بس نام رہے گا



نئی جامع مسجد کی تعمیر ہو گی
مسلماں کے خوابوں کی تعبیر ہو گی

عبادت ریاضت کا مرکز یہی ہے
جبینِ عقیدت کا مرکز یہی ہے
ہماری قیادت کا مرکز یہی ہے
یہیں سے زمانے کی تسخیر ہو گی
نئی جامع مسجد . . . .

رسولوں نے ہاتھوں سے اِس کو بنایا
صحابہؓ نے سب کچھ اسی گھر سے پایا
شہیدوں نے اُس کے لئے سر کٹایا
یہ ملّت کے قلعہ کی تصویر ہو گی
نئی جامع مسجد . . . .

علم راہِ حق کا یہیں پر اٹھا ہے
سبق زندگی کا یہیں پر ملا ہے
شہنشاہوں کا سر یہیں پر جھکا ہے
بلندی پہ اپنی بھی تقدیر ہو گی!
نئی جامع مسجد . . . .

اٹھو اور اٹھکر زمانے پہ چھاؤ
نشاناتِ کفر و ضلالت مٹاؤ
مسلمانو اب ایک مرکز پہ آؤ
یہ دنیا تمھاری ہی جاگیر ہوگی
نئی جامع مسجد . . . .

نفاق اور نفرت تو مذہب نہیں ہے
ہر اک سے عداوت تو مذہب نہیں ہے
دلوں کی کدورت تو مذہب نہیں ہے
ہر اک در پہ لکھّی یہ تحریر ہو گی!
نئی جامع مسجد . . . .

جو نکلیں گے میدانِ جہد و عمل میں
تو نعرہ لگائیں گے دشت و جبل میں
ضرورت پڑی ہم کو جنگ و جدل میں
تو ہاتھوں میں ایماں کی شمشیر ہو گی
نئی جامع مسجد . . . .

یہاں آ کے ہم روز سجدہ کریں گے
جبینوں سے یہ گھر بسایا کریں گے
دلوں کی مرادیں بھی پایا کریں گے
ہماری دعاؤں میں تاثیر ہو گی
نئی جامع مسجد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

چلو زندگی کو مثالی بنائیں!
عبادت کی پُر نور شمع جلائیں
نئی نسل کو یہ حقیقت بتائیں!!
کہ سجدوں سے ماتھے پہ تنویر ہو گی
نئی جامع مسجد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اگر دل میں عشقِ بلالی رہے گا
زمانہ تمھارا سوالی رہے گا
نہیں غم اگر ہاتھ خالی رہے گا
جو مٹی بھی چھو دو گے اکسیر ہو گی
نئی جامع مسجد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

غزالی بنا اور رازی بنا دے
مجاہد بنا اور غازی بنا دے
ہمیں بھی الٰہی نمازی بنا دے
ہماری بھی دنیا میں توقیر ہو گی!
نئی جامع مسجد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

نگاہوں میں اسلامی نقشہ رہے گا
فلسطین و مکّہ و بطحا رہے گا
دلوں میں تلاوت کا جذبہ رہے گا
زبانوں پہ قرآں کی تفسیر ہوگی
نئی جامع مسجد . . . .

ستارے نہیں حد فاصل ہماری
زمیں سے فلک تک کی محفل ہماری
ہے سدرہ سے آگے بھی منزل ہماری
یہی اپنے خوابوں کی تعبیر ہو گی!
نئی جامع مسجد . . . .

صداقت عدالت کا چرچا رہے گا
سخاوت شجاعت کا چرچا رہے گا
حسینی شہادت کا چرچا رہے گا
حیاتِ صحابہؓ پہ تقریر ہو گی!
نئی جامع مسجد . . . .

الٰہی قلم کو روانی عطا کر!!
تو انورؔ کو معجز بیانی عطا کر
یہ ہے نظم اِس کو معانی عطا کر
اسی نظم سے اپنی تشہیر ہو گی!
نئی جامع مسجد کی تعمیر ہو گی!

جامع مسجد کا مینار باقی رہے



جب تلک سارا اسنسار باقی رہے
جامع مسجد کا مینار باقی رہے

اَب یہی کام شام و سحر کیجئے   اس پہ قربان سب مال و زر کیجئے
پیش پہلے تو قلب و نظر کیجئے   دوستو پھر نچھاور یہ سر کیجئے

تاکہ اسلامی کردار باقی رہے
جامع مسجد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

یادگارِ خلیلِ خدا ہے یہی   سجدہ گاہِ دلِ انبیاء ہے یہی
مقصدِ اسوۂ کربلا ہے یہی   ابتدا ہے یہی انتہا ہے یہی

یا خدا اس کا معیار باقی رہے
جامع ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ذکر اس کا خدا کی کتابوں میں بھی ہے تذکرہ آسمانی صحیفوں میں ہے
بات اس کی نبیؐ کی حدیثوں میں ہے اس کی الفت صحابہؓ کے سینوں میں ہے
حشر تک اس کی دیوار باقی رہے
جامع مسجد . . . .

اب تو مل جل کے مسجد بنائیں گے ہم اپنا خون اور پسینہ بہائیں گے ہم
اپنے خوابوں کی جنت سجائیں گے ہم پھر دعا کیلئے ہاتھ اٹھائیں گے ہم
تاقیامت یہ شہکار باقی رہے
جامع مسجد . . . . .

اس کی تعمیر سے قوم کی آبرو آجکل اس کی گھر گھر میں ہے گفتگو
اس کے گارے میں ہم لوگ دیکر لہو ساری دنیا میں بن جائیں گے سرخرو
حوصلوں کی یہ رفتار باقی رہے
جامع مسجد . . . . . .

کوئی ہمدم ہے کوئی نہ غمخوار ہے ٹوٹی کشتی ہے موجیں ہیں منجدھار ہے
اور جانا بھی دریا کے اُس پار ہے ربِّ عالم سے بس اتنا اصرار ہے
دستِ ایماں میں پتوار باقی رہے
جامع مسجد . . . .

اس سے ہو جائے گا کفر زیر و زبر اس سے کٹ جائیگا لات وعزّیٰ کا سر
یاخدا اس گذارش کو منظور کر ہر مسلمان کے ہاتھ میں عمر بھر
لا الٰہ کی تلوار باقی رہے
جامع مسجد . . . .

نور سارا سمٹ کر یہیں آگیا جیسے سورج پلٹ کر یہیں آگیا
سارا قصبہ اُلٹ کر یہیں آگیا خلد کا ٹکڑا کٹ کر یہیں آگیا
ہے دعا آرزو بازار باقی رہے
جامع مسجد ....

دم صحابہؓ کا بھرتے رہو جب تلک راہِ حق سے گذرتے رہو جب تلک
مر کے جی جی کے مرتے رہو جب تلک دین کا کام کرتے رہو جب تلک
کوئی اک بھی گنہگار باقی رہے
جامع مسجد ....

سجدہ گاہوں کو بھی ہم نے ساجد دیے ہم نے زاہد دیے ہم نے عابد دیے
ساری دنیا کو ہم نے مجاہد دیے ہم نے طارق دیے ہم نے خالد دیے
اپنا تاریخی کردار باقی رہے
جامع مسجد ....

ذکر سلمانؓ و بوذرؓ کیے جایئے اوج پر اب مقدر کیے جایئے
کام مسجد کا مل کر کیے جایئے اور آنکھوں کو بھی تر کیے جایئے
تاکہ اسلام سے پیار باقی رہے
جامع مسجد ....

زندگانی کو اب آؤ بہتر کریں ہم بھی مسجد میں اب کام مل کر کریں
آخرت کے لیے کچھ تو انور کریں اپنا سب کچھ اسی پر نچھاور کریں
جب تلک سانس کا تار باقی رہے
جامع مسجد کا مینار باقی رہے

مسجد کے معمار

ہم مسجد جامع کے جو معمار بنیں گے
جنت کے ہمیں لوگ خریدار بنیں گے

نبیوں کی ہدایت تو ہمارے ہی لئے ہے
قرآن کی دولت تو ہمارے ہی لئے ہے
محشر میں شفاعت تو ہمارے ہی لئے ہے
دنیا کی امامت تو ہمارے ہی لئے ہے
ہم پھر نئی تاریخ کا کردار بنیں گے
ہم مسجد جامع . . . .

ہم نے ہی زمانے کو نیا موڑ دیا ہے
ہر کفر کا الحاد کا سر توڑ دیا ہے
ایمان جو لائے ہیں انھیں جوڑ دیا ہے
یوں حق کی طرف وقت کا رخ موڑ دیا ہے

باطل کے لئے آج بھی تلوار بنیں گے
ہم مسجد جامع . . . .

ہم نے ہی تو توحید کا پیغام سنایا
ماحول سے کعبے کے ہر اک شرک مٹایا
قرآن کو ہم نے ہی تو سینے سے لگایا
اللہ کا گھر ہم نے جبینوں سے بسایا
تا عمر اسی گھر کے وفادار بنیں گے
ہم مسجد جامع . . . .

پیغمبر اسلام کے روضے کی بدولت
دنیا کے مسلمانوں میں کعبے کی بدولت
قربانی و ایثار کے جذبے کی بدولت
معراج میں سرکار کے تحفے کی بدولت
مجبور ہیں جو لوگ وہ مختار بنیں گے
ہم مسجد جامع . . . .

ہاتھوں میں کبھی ضرب کلیمی تو ہو پیدا
اس قوم میں کچھ صبر حسینی تو ہو پیدا
آنکھوں میں کوئی نور حقیقی تو ہو پیدا
سینے میں کبھی عزم خلیلی تو ہو پیدا
آتش کدے اس وقت بھی گلزار بنیں گے
ہم مسجد جامع . . . .

کیوں فخر نہ ہو ہم کو بھلا عزمِ جواں پر
تعمیر کے جذبات کے اس سیلِ رواں پر
چھا جائے گا ہر سمت یقیں اپنے گماں پر
آکاش بھی جھک جائے گا آ کر کے جہاں پر
مسجد میں اب ایسے کئی مینار بنیں گے
ہم مسجد جامع . . . .

اِس دور کے بھی نیل کی دھارا میں ہمیشہ
فرعون کے ہر قبضۂ بیجا میں ہمیشہ
کشتی کی حفاظت کی تمنا میں ہمیشہ
لادینی والحاد کے دریا میں ہمیشہ
ایمان کے بازو ہی تو پتوار بنیں گے
ہم مسجد جامع . . . .

مت چھیڑو یہاں قیس کی لیلیٰ کی کہانی
بے فیض سی ہے وامق و عذرا کی کہانی
سننا ہو تو آؤ یدِ بیضا کی کہانی
یوسف کی حکایات و زلیخا کی کہانی
قصے یہی اب علم کا شہکار بنیں گے
ہم مسجد جامع . . . .

جو حسن حقیقت میں ہے خوابوں میں نہیں ہے
ایماں میں جو گرمی ہے وہ شعلوں میں نہیں ہے

قرآں کا علم اور کتابوں میں نہیں ہے
جو بات ہے ہم میں وہ فرشتوں میں نہیں ہے
ہم حشر میں ہر قوم کے سردار بنیں گے
ہم مسجد جامع . . . .

مسجد پہ کوئی گیت جو گاتے ہیں اِن دنوں
شب بھر لہو سے دیپ جلاتے ہیں اِن دنوں
انور جو نظم ایسی سناتے ہیں اِن دنوں
ہم داد سارے شہر سے پاتے ہیں اِن دنوں
ہم کل بھی اپنے شہر کا معیار بنیں گے
ہم مسجد جامع کے جو معمار بنیں گے

مسجد کی بہار

اب اپنی نئی مسجد بن جانے کے دن آئے
پیشانی کو سجدوں سے چمکانے کے دن آئے

مسجد کا ہر اک ذرّہ آنکھوں سے لگائیں گے
مٹی بھی اُٹھائیں گے گارا بھی تھمائیں گے
جسموں کو پسینوں سے مہکانے کے دن آئے
پیشانی کو . . . .

ہر سمت زمانے پر الحاد کا سایہ ہے
پھر کفر نے دنیا میں سر اپنا اٹھایا ہے
پھر راہِ شہادت میں مر جانے کے دن آئے
پیشانی کو . . . .

ایمان کا قلعہ ہے کفار کے قبضے میں
اُف! قبلۂ اوّل ہے اغیار کے قبضے میں
افواج سے باطل کی ٹکرانے کے دن آئے
پیشانی کو . . . .

دل لگنے لگا اپنا تسبیح کے دانوں میں
قرآن کے پاروں کے پُر نور خزانوں میں
دنیا کی ہر اک دولت ٹھکرانے کے دن آئے
پیشانی کو . . . .

کعبے کی بلندی سے اُٹھی وہ گھٹا جس سے
فاران کی چوٹی سے پھیلی وہ ہوا جس سے
باطل کے چراغوں کے بجھ جانے کے دن آئے
پیشانی کو . . . .

اللہ کی رحمت سے سرکارؐ بلائیں گے
جن لوگوں کی قسمت ہے وہ لوگ ہی جائینگے
اپنے دلِ مفلس کو سمجھانے کے دن آئے
پیشانی کو . . . .

پھر بات ہے کعبے کی پھر ذکرِ مدینہ ہے
حُجّاج کا لشکر ہے اور حج کا مہینہ ہے
زمزم سے بھرے ساغر چھلکانے کے دن آئے
پیشانی کو . . . .

جبریلؑ بھی حیراں ہیں مسجد کی بہاروں پر
محراب پہ ممبر پر گنبد پہ مناروں پر
آکاش کو خود آ کر جھک جانے کے دن آئے
پیشانی کو . . . .

اللہ کی باتوں کو جس نے نہ سنا اُس کے
جو شخص جوانی میں بہکا ہی رہا اُس کے
جب آئی ضعیفی تو پچھتانے کے دن آئے
پیشانی کو سجدوں سے چمکانے کے دن آئے

مدحِ صحابہ

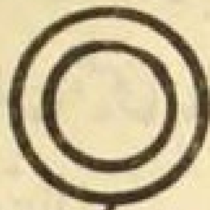
مسلماں کیوں ہو مفلس دولت بیدار کے ہوتے
وہ ہو مجبور کیسے احمدِ مختار کے ہوتے
اٹھاتے اسلحہ کیوں با اثر کردار کے ہوتے
نظر سے جنگ جیتی ہاتھ میں تلوار کے ہوتے

اِسی نکتے میں پنہاں رازِ ترتیب خلافت ہے
امامت کس نے فرمائی شہِ ابرارؐ کے ہوتے
عمرؓ نے آپ کی آنکھوں میں کیسی روشنی دیکھی
کہ سر خم کر دیا خود ہاتھ میں تلوار کے ہوتے

علیؓ کی ذات پر اس سے بڑا الزام کیا ہوگا
وہ تھے خاموش لاتعداد جانبدار کے ہوتے
وہ موسیٰؑ تھے جو اکثر طور پر جا جا کے لوٹے ہیں!
کہاں ہم لوگ جائیں روضۂ سرکارؐ کے ہوتے

اک اسرائیل درجن بھر عرب ملکوں کا خطرہ ہے
کبھی ایسا نہ ہوتا ہم اگر کردار کے ہوتے
خدا کا نور آخر دیکھنے انورؔ کہاں جائے
بتا اے مسجد نبوی ترے مینار کے ہوتے

ماہِ رمضان "الوداع"



ہوا ماہِ رمضاں یہ کیا کہہ رہی ہے
تجھے قوم آج الوداع کہہ رہی ہے

ستاروں کی بستی بھی ویران سی ہے
نظاروں کی صورت بھی بے جان سی ہے
یہاں ساری خلقت پریشان سی ہے
جدائی کا تیری جو غم سہہ رہی ہے
تجھے قوم . . . .

مہکتی چمکتی ہیں سب تیری راتیں
فلک کی نکلتی ہیں ہر سب براتیں
وہاں محفلوں میں ہیں تیری ہی باتیں
جہاں اُمتِ مصطفٰے رہ رہی ہے
تجھے قوم . . . .

تری شان اور جاہ و حشمت کے ڈر سے
ترے تیسوں روزے کی عظمت کے ڈر سے
تری ماہِ رمضاں جلالت کے ڈر سے
جو بنیادِ باطل ہے وہ ڈھہ رہی ہے
تجھے قوم . . . .

لگے تجھ سے دل ماہ رمضاں ہمارا
مہکتا رہے یہ گلستاں ہمارا
تو اگلے برس بھی ہو مہماں ہمارا
تجھے ساری ملّت دعا کہہ رہی ہے
تجھے قوم . . . .

تو سب روزہ داروں کا تسکینِ جاں ہے
تو معراج کا تحفۂ جاوداں ہے
تجھی سے شبِ قدر کی داستاں ہے
ترے دم سے نہر شفا بہہ رہی ہے
تجھے قوم . . . .

تو انور کو اعزاز و اکرام دے دے
کوئی خیر و برکت کا انعام دے دے
تو جاتے ہوئے کوئی پیغام دے دے
یہ امّت بہت درد و غم سہہ رہی ہے
تجھے قوم آج الوداع کہہ رہی ہے

نورُ کا سلسلہ



خدا کا گھر اب اتنی شان و شوکت کا بنائیں گے
فرشتے بھی جہاں پر آ کے پیشانی جھکائیں گے

شعاؤں سے اسی کی دور ساری تیرگی ہو گی!
زمانے میں اسی کے دم سے پھیلی روشنی ہو گی
خدائے پاک کی ہر وقت اس میں بندگی ہو گی
لہو سے دل کے ہم قندیلِ ایمانی جلائیں گے
خدا کا گھر . . . .

یہیں پر آ کے طے سب زندگی کا مرحلہ ہو گا
نئی نسلیں یہاں آئیں گی اُن میں حوصلہ ہو گا
یہاں سے نور کا عرشِ بریں تک سلسلہ ہو گا
یہ باتیں بے نمازی ہیں جو ہم اُن کو بتائیں گے
خدا کا گھر . . . .

ہمیں نے طور پر بھی جلوۂ ربّ العلٰی دیکھا
زمانے کی نظر میں چاند دو ٹکڑے ہوا دیکھا
بنالی ہم نے کشتی جب کبھی طوفاں اٹھا دیکھا
سفینہ وقت کے گرداب میں ہم پھر چلائیں گے
خدا کا گھر . . . .

تصوف کا سبق دیں گے یہیں سے کل زمانے کو
یہاں تانیں گے ہم روحانیت کے شامیانے کو
اب اس کے بام اور محراب و در کے جگمگانے کو
فلک سے جا کے خود ہم چاند تارے توڑ لائیں گے
خدا کا گھر . . . .

تڑپ ہو سوز ہو جس میں وہی قلب و جگر دے گا
مجاہد کا ارادہ اور غازی کی نظر دے گا
ہمیں اللہ پھر جبریلؑ والے بال و پر دے گا
ہوا کے دوش پر تختِ سلیمانی بچھائیں گے
خدا کا گھر . . . .

اگر یہ سر فقط اللہ کے آگے ہی خم ہو گا
تو پھر کوثر کے آگے ہیچ حسنِ جامِ جم ہو گا
اگر سرکارِ دو عالم کا کچھ ہم پر کرم ہو گا
زباں سے قُم بِاِذنی کہہ کے ہم مُردے جِلائیں گے
خدا کا گھر . . . .

جنابِ ہاجرہ سے لیں گے ہم اک درسِ ایمانی
کبھی جب زندگی کے رخ پہ چھا جائے گی ویرانی
ذبیح اللہ کی اس وقت کرکے یاد قربانی
رگڑ کر ایڑیاں ہم ریت کو پانی بنائیں گے
خدا کا گھر . . . .

کوئی اللہ کے رستے میں جب بھی مورچہ ہوگا
تو پھر آکاش پر اُس وقت اپنا حوصلہ ہوگا
شہیدوں کا ہمیں بھی اُس میں حاصل مرتبہ ہوگا
مرے تو جنتی لوٹے تو غازی بن کے آئیں گے
خدا کا گھر . . . .

اُسی کی خدمتوں میں وقف اپنی زندگی ہوگی
اُسی کی شان میں انور کی ساری شاعری ہوگی
یہ اپنی مسجدِ جامع مکمل جس گھڑی ہوگی
یہاں آکاش کو بھی لا کے ہم سجدے کرائیں گے
خدا کا گھر اب اتنی شان و شوکت کا بنائیں گے

شاہد

پاکٹ جنتری

شائع کردہ۔ شاہد بک ڈپو جلال پور، فیض آباد

ضرب لا الٰہ ...	۱۰/۰
ترکیب نماز مع مسنون دعائیں (پاکٹ سائز)	۱/۵۰
سفرِ آخرت کے آداب و احکام	۱۰/۰
عاشورہ محرم اور تعزیہ داری	۳/۰
فارسی کی پہلی	۱/۵۰
آمدنامہ کلاں سائز	۱/۵۰
قاعدہ بغدادی ۴ ورقی	۰/۲۵
کلاں ۸ ورقی	۰/۵۰
۴ ورقی رنگین	۰/۳۰
قاعدہ بغدادی پلاسٹک بک ورقی	۱/۲۵
پلاسٹک ۴ ورقی	۲/۰
شاہد پہاڑہ ۴ ورقی	۰/۲۵

★ Oeba India (Printing Division) Jalalpur, Faizabad. ★